REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT. NO. R. N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP - 23 -

جلد ۴۲ — شمارہ ۴۵

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ: سالانہ ۱۰۰ روپے۔ بیرونی ممالک:- بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۳۰ ڈالر امریکن۔ بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۱۵ ڈالر امریکن

THE WEEKLY BADR QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان

۲۶ جمادی الاوّل ۱۴۱۴ ہجری — ۱۱ نبوت ۱۳۷۲ ہش — ۱۱ نومبر ۱۹۹۳ء

اخبار احمدیہ

لندن ۵ نومبر (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے خیر و عافیت سے ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ

احباب جماعت اپنے جان و دل سے پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں معجزانہ کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دعائیں جاری رکھیں

توکّل کرنے والے اور خدا کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

توکّل کرنے والے اور خدا تعالےٰ کی طرف جھکنے والے کبھی ضائع نہیں ہوتے جو آدمی صرف اپنی کوششوں میں رہتا ہے اس کو سوائے ذلّت کے اور کیا حاصل ہو سکتا ہے جب سے دُنیا پیدا ہوئی ہمیشہ سے سنّت اللہ یہی چلی آئی ہے کہ جو لوگ دنیا کو چھوڑتے ہیں وہ اس کو پاتے ہیں اور جو اس کے پیچھے دوڑتے ہیں وہ اس سے محروم رہتے ہیں جو لوگ خدا تعالیٰ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتے وہ اگر چند مکر و فریب سے کچھ حاصل بھی کر لیں تو وہ لاحاصل ہے کیونکہ آخر ان کو سخت ناکامی دیکھنی پڑتی ہے اسلام میں عمدہ لوگ وہی گذرے ہیں جنہوں نے دین کے مقابلہ میں دنیا کی کچھ پروا نہ کی ہندوستان میں قطب الدین اور معین الدین خدا کے اولیاء گزرے ہیں ان لوگوں نے پوشیدہ خدا تعالیٰ کی عبادت کی مگر خدا تعالیٰ نے انکی عزت کو ظاہر کر دیا۔ (ملفوظات جلد ۹ ص ۳۲۸)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۵ نومبر ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تحریک جدید کے سالِ نَو کا بابرکت اعلان

دفتر اوّل انصار اللہ کی، دفتر دوم خدام الاحمدیہ کی اور دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری میں ہوگا۔ دفتر چہارم کے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم سے چھوٹی عمر کے بچے انصار اللہ کے تحت اور تنظیم اطفال الاحمدیہ میں شامل بچے خدام الاحمدیہ کے تحت ہونگے ۔ تمام نو مبائعین اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ تنظیموں کا حصّہ ہوں گے۔

از سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے سورۃ البقرہ کی آیات ۲۶۹ تا ۲۷۳ کی تلاوت فرمائی پھر فرمایا آج میں تحریک جدید کے سال نَو کا اعلان کرتا ہوں۔ آج کے اس اعلان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم تحریک جدید کے ساٹھویں سال میں داخل ہو گئے ہیں حضور نے ذیلی تنظیموں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ حسب سابق دفتر اوّل کو مضبوط بنانے کی ذمہ داری مجلس انصار اللہ کی ہے دفتر دوم کی مجلس خدام الاحمدیہ کی ذمہ داری ہوگی اور دفتر سوم لجنہ اماء اللہ کی ذمہ داری میں ہے جہاں تک دفتر چہارم کا تعلق ہے وہ انصار اللہ کے سپرد ہے اس کے ساتھ یہ وضاحت کی جا رہی ہے کہ چھوٹے بچے انصار اللہ کے سپرد ہوں گے اور جو باقاعدہ اطفال الاحمدیہ کی تنظیم میں شامل ہیں ان کو چندہ تحریک جدید میں شامل کرنے کی ذمہ داری مجلس خدام الاحمدیہ کی ہوگی اور تمام نو مبائعین جو اللہ کے فضل کے ساتھ لاکھوں کی تعداد میں جماعت میں شامل ہو رہے ہیں وہ اپنی اپنی عمر کے لحاظ سے متعلقہ تنظیم کا حصّہ ہوں گے۔ حضور نے فرمایا یہ بہت ہی وسیع کام ہے اور بہت ہی اہمیت رکھتا ہے۔ حضور نے فرمایا جہاں تک تحریک جدید کے مالی بجٹ کا تعلق ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ اکسٹھ ملکوں کی رپورٹ آ چکی ہے اس کے مطابق جماعت احمدیہ عالمگیر کے وعدہ جات سال ۹۳-۹۲ء میں چار کروڑ پچاسی لاکھ انتالیس ہزار دو صد (باقی صفحہ ۱۶ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۱ نبوت ۱۳۷۲ ہش

نومبایعین کی تربیت وقت کی اہم ضرورت

قوموں کی بعض دفعہ اپنی زندگی کے ایسے فیصلہ کن موڑ پر کھڑی ہو جاتی ہیں جس کے بعد یا تو ان کی قومی ترقی کا ایک شاندار دور شروع ہوتا ہے اور یا پھر وہ اپنے متوقع معیار سے نیچے گر جاتی ہیں۔ مذہبی اقوام جن کی شروعات ایک بیج کی شکل سے ہوتی ہے، اور مخالفتوں کی تیز و تند آندھیاں پہلے تو اس بیج کو اکھاڑ پھینکنا چاہتی ہیں اور اگر وہ بیج نہ مرے تو اس سے نکلنے والے ننھے پودے کو ہی نیست و نابود کر دینا چاہتی ہیں لیکن ان سب مخالفتوں اور ہلاکتوں کو برداشت کرتے ہوئے ننھا پودا الٰہی تائید کے زبردست ہاتھوں تلے ترقیات کی منازل طے کرنے لگتا ہے اور پھر اس پر ایک ایسا وقت آجاتا ہے کہ اقوام اس کے نیچے بسیرا کرنے لگتی ہیں یہ وقت نہایت ذمہ داری کا وقت ہوتا ہے کہ پودا اپنے نیچے بسیرا کرنے ——— والوں کو ہر طرح کی مصیبتوں سے بچا سکے لیکن اگر ایسا نہ ہو سکے یا پودے کی شاخیں اتنی گھنی نہ ہوں کہ اس کے نیچے بسیرا کرنے والے صحیح آرام پا سکیں تو آنے والے صحیح تربیت سے محروم ہو جاتے ہیں۔

بالکل یہی حال آج کے اس دور میں سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت، جماعت احمدیہ کا ہے۔ یہ جماعت جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئیوں کے مطابق مشرق و مغرب کی تمام اقوام کو اسلام کے جھنڈے تلے اکٹھا کرنے والی ہے اس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یوم وصال تک مغربی و مشرقی ادراک والے وگور سے بارش کے ابتداء کی چھینٹوں کی طرح کم و بیش تین لاکھ کی تعداد میں اکٹھے ہو چکے تھے اور پھر آنے والوں کا سلسلہ خلفائے احمدیت کے دور میں پہلے آہستہ پھر کچھ تیزی سے اور اب خلافت رابعہ کے مبارک دور میں انتہائی تیزی سے بڑھنا شروع ہو چکا ہے۔ ہر سال ہزاروں افراد خواہ وہ ایشیائی ہوں یا یورپی، افریقن ہوں یا امریکن تعلیم یافتہ ہوں یا ان پڑھ، مالدار ہوں، یا غریب اس تیزی کے ساتھ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں شمولیت اختیار کر رہے ہیں کہ ایک دنیا ورطۂ حیرت میں ڈوب رہی ہے کہ یہ کیا ماجرا ہے کہ کس طرح عجیب و غریب ڈھنگ سے حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی جماعت کو رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتوں سے حصہ مل رہا ہے۔ صرف لندن کے گزشتہ جلسہ سالانہ تک ایک سال میں ۸۴ ممالک کے دو لاکھ چار ہزار تین سو آٹھ افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی پھر جرمن کے جلسہ سالانہ میں جو لندن کے جلسہ سالانہ کے صرف ڈیڑھ ماہ بعد ——— منعقد ہوا تھا ایک ہزار سے زائد یورپین کے علاوہ مختلف اقوام و ملل کی سوا عدد بیاسی روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔ بیعتوں کا یہ مبارک سلسلہ جہاں پہلے مختلف ممالک میں علیحدہ علیحدہ عمل میں آتا تھا اب مواصلاتی سیارے کے ذریعہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر عالمی طور پر ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے بیعتوں کی تعداد میں کئی گنا اضافہ ہو چکا ہے۔

یہی وقت ہے جبکہ ہمیں سنبھلنا ہے اپنی ذمہ داریوں کا احساس کرنا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ دنیا کی مختلف اقوام مختلف خطوں سے تعلق رکھنے والے مختلف رسوم و رواج کے عادی کثرت سے جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ اگر ان کی صحیح اسلامی تربیت نہ ہوئی انہیں اس مزاج میں نہ ڈھالا گیا جو خالص اسلامی مزاج ہے جس میں حلم ہے نرمی ہے متانت ہے سنجیدگی ہے جہاں صبر اور وقار ہے، جہاں انتہا پسندی اور تعصب جیسے ناموں سے واقفیت نہیں جہاں خالص عبادت ہے ریاضت ہے اور مخلوق خدا سے بے پناہ ہمدردی کے بہتے ہوئے جذبات ہیں تو ایسا نہ ہو کہ آنے والوں کی کثرت پہلے لوگوں کو اپنے مزاج کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کرے اور آنے والے اپنی مختلف روایتیں اور رسوم و رواج کو پھیلا کر اس خاص مزاج کو بدل کر ایک دوسرا مزاج پیدا کر دیں۔ خدا کرے ایسا نہ ہو اور اگر ایسا ہوا تو اس کی تمام تر ذمہ داری ہم لوگوں پر ہوگی جو پہلے سے اس پاک جماعت میں شامل ہیں اور جنہوں نے اپنی قومی ذمہ داری کے تئیں صحیح اخلاص اور وفاداری کے جذبہ کا مظاہرہ نہیں کیا

وقت کی اسی نزاکت کو بھانپتے ہوئے امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پہلے تو لندن کے سالانہ جلسہ کے موقع پر نومبایعین کی تربیت کے لئے تین ماہ کا عرصہ مقرر فرمایا اور پھر اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۹ اکتوبر میں نومبایعین کی تربیت کے نظام کو مستقل شکل عطا کرنے کا فیصلہ فرمایا۔ حضور نے فرمایا کہ نومبایعین کی تربیتی تحریک جو پہلے تین ماہ تک تھی اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کے بہترین ثمرات ظاہر ہو رہے ہیں اور چونکہ بیعت کرنے والوں کا سلسلہ بڑھتا چلا جا رہا ہے اس لئے الٰہی تائید کی حامل اس تحریک کو بھی مستقل رنگ میں استقلال کے ساتھ چلانے کی ضرورت ہے۔ حضور انور نے فرمایا اس کے لئے تربیت کی ٹیمیں بنائی جائیں (باقی صفحہ ۱۵ پر)

احمدی مسلمانوں کے خلاف سپریم کورٹ پاکستان کے حالیہ فیصلہ کا تنقیدی جائزہ

از مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ

پاکستان کی تاریخ میں ۲۶ اپریل ۱۹۸۴ء ایک سیاہ دن کی حیثیت رکھتا ہے۔

جس دن آمر مطلق ضیاء الحق نے اینٹی احمدیہ آرڈیننس ملک میں نافذ کیا۔ اس آرڈیننس کے تحت آج تک ملک بھر میں ہزاروں احمدی مسلمانوں پر مقدمات قائم کئے گئے اور ان گنت احمدیوں کو بہیمانہ سزائیں سنائی گئیں۔

ابھی حال ہی میں ایسے پانچ احمدی مسلمانوں نے جن کو عدالتوں نے اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی وجہ سے مختلف سزائیں دی تھیں۔ ان سزاؤں کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیلیں دائر کیں اور یہ موقف اختیار کیا کہ احمدی مسلمانوں پر رسوائے زمانہ آرڈیننس کے تحت جو پابندیاں لگائی گئی ہیں وہ دستور اساسی میں حتمی طور پر ہر شہری کو دیئے گئے بنیادی انسانی حقوق کی صریح خلاف ورزی ہیں۔

عدالت سے ہرگز یہ درخواست نہیں کی گئی تھی کہ وہ اس بات کا فیصلہ کرے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد درست ہیں یا نہیں۔ کیونکہ یہ فیصلہ کرنا کہ کسی شخص یا فرقہ کے عقائد درست ہیں یا نہیں عدالتوں کے اختیارات میں نہیں آتے۔ کیونکہ انسان غیب کا علم نہیں رکھتا۔ کسی بھی شخص کے ایمان کا معاملہ اس کے اور اس کے خدا کے درمیان ہوتا ہے اور صرف خدا تعالیٰ کی ذات ہی عالم الغیب ہستی ہے جو فیصلہ کر سکتی ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں۔ دنیا کی کسی عدالت یا اسمبلی کو مذہبی حقوق میں داخل اندازی کا حق حاصل نہیں لیکن سینئر جج جناب شفیع الرحمٰن کو چھوڑ کر سپریم کورٹ کے باقی ججوں نے جو فیصلہ دیا ہے اس میں انہوں نے آرڈیننس کو جائز قرار دینے کی کوشش کی ہے اور اصل قانونی نقطہ کی طرف نہیں آئے جو یہ تھا کہ اس آرڈیننس کی جملہ دفعات بنیادی انسانی حقوق سے متصادم ہیں یا نہیں۔

اس ضمن میں یاد رہے کہ جج صاحبان عقیدۃً غیر احمدی ہیں اس لئے وہ اپنے عقیدہ کے خلاف فیصلہ کیسے دے سکتے ہیں۔ عقیدہ کے لحاظ سے ان کی حیثیت ایک پارٹی سے بڑھ کر نہیں تھی گویا وہ خود مقدمہ کے فریق تھے اس پہلو سے وہ مجاز ہی نہیں تھے کہ احمدی اور غیر احمدی اختلافات کے درمیان قاضی بنیں۔ انہوں نے اپنے فیصلہ میں عقیدے کی بحث چھیڑی ہے جو بالکل بے معنی اور بے محل ہے۔ پھر انہوں نے اسی پر بس نہیں کی بلکہ کمال بے انصافی سے کام لیتے ہوئے جماعت احمدیہ کو موقع ہی نہیں دیا کہ وہ ان کے دلائل کو توڑ کر حقیقت حال سے ان کو (باقی صفحہ ۱۵ پر)

خطبہ جمعہ

تبتّل یعنی غیر اللہ سے کٹنا خدا کے وجود سے پیوند کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے

قرآن کریم اور احادیث کے عظیم الشان عرفان کے سمندر ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے کوزوں میں بند ہیں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو عزت و وقار کی نظر سے دیکھو اور غور سے اس کا مطالعہ کرو!

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۴ تبوک ستمبر ۱۳۷۲ ہش / ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورہ الذاریات کی آیات ۵۰ تا ۵۲ کی تلاوت فرمائی جن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ○ فَفِرُّوْا إِلَى اللهِ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ○ وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللهِ إِلٰهًا آخَرَ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ ○

بعدہٗ حضور انور نے فرمایا:-

آج بھی اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ دنیا بھر میں جماعت کی

مختلف تنظیموں کے اجتماعات

کے یا تربیتی جلسے ہو رہے ہیں اور دن بدن جماعتوں میں یہ شوق بڑھتا جا رہا ہے کہ ان جلسوں اور ان کے مختلف اجتماعات کا ذکر بھی خطبہ کے ذریعہ ساری دنیا کی جماعتوں تک پہنچے اور اس طرح ان کو ان تقریبات میں سب دنیا کی دعائیں میسر آئیں۔ کچھ اجتماع کل سے شروع ہیں کچھ آج سے، کچھ کل سے شروع ہوں گے جو اجتماعات کل سے شروع ہو چکے ہیں اور آج جمعہ کے بعد ختم ہونے ہیں ان میں سے مجلس انصار اللہ ضلع گجرات کا سالانہ اجتماع ہے خدام الاحمدیہ ٹیکسلا ہے خدام الاحمدیہ ضلع ساہیوال، خدام الاحمدیہ ضلع خانیوال اور فیصل آباد کی دار الذکر کی مجلس ہے وہ مقامات جہاں آج سے یہ دینی اجتماعات شروع ہو رہے ہیں ان میں مجلس خدام الاحمدیہ جاپان ہے۔ لجنہ اماء اللہ جاپان اور جماعت احمدیہ تنزانیہ کا سالانہ جلسہ ہو رہا ہے اور مجلس خدام الاحمدیہ ضلع لاہور کا ایک روزہ اجتماع ہے اور مجلس اطفال الاحمدیہ ضلع کراچی کا اجتماع ہے اسی طرح خدام الاحمدیہ بیوت الحمد ربوہ نے بھی درخواست کی ہے کہ ہمیں بھی یاد رکھا جائے۔

وہ مقامات جہاں کل سے اجتماعات شروع ہو رہے ہیں ان میں جماعت احمدیہ سری لنکا مجلس انصار اللہ سوئٹزرلینڈ۔ یہ ان کا دوسرا سالانہ اجتماع ہے۔ لجنہ اماء اللہ کینیا اور لجنہ اماء اللہ ضلع بدین کا پہلا سالانہ اجتماع ہے۔ اسی طرح مجلس انصار اللہ ربوہ کا بھی ۲۸ ستمبر سے سالانہ اجتماع شروع ہو رہا ہے لجنہ اماء اللہ اور ناصرات الاحمدیہ لاہور کے اجتماعات ۳۰ ستمبر کو ہوں گے اس سے پہلے کا جمعہ چونکہ آج ہی بنتا ہے۔ یہ اجتماع اگلے جمعہ سے پہلے ہو جائے گا اس لئے ان کو بھی اپنی دعاؤں میں شامل رکھیں۔

جہاں تک پیغامات کا تعلق ہے ان سب اجتماعات کے لئے کوئی الگ پیغامات تو اب بھیجنے ممکن نہیں ہیں اور ویسے بھی اب کثرت سے اجتماعات منعقد ہو رہے ہیں کہ ناممکن ہے کہ ہر اجتماع کے لئے الگ الگ پیغام بھیجے جائیں۔ خطبہ جمعہ ساری جماعت کے لئے پیغام ہوتا ہے اور تمام ذیلی تنظیمیں اس میں شامل ہوتی ہیں۔ پہلے خطبات کی نصیحتوں پر عمل کریں اور نصیحتیں ختم ہو چکی ہوں تو پھر آپ کا حق ہے کہ اور مانگیں لیکن پہلی ختم نہ ہوئی ہوں اور مزید کے مطالبے شروع ہوں یہ درست نہیں ہے اس لئے ہر جمعہ کا خطبہ آپ سب کے لئے جنہوں نے پیغام کا مطالبہ کیا ہے اور ساری دنیا کی جماعت کے لئے قدرِ واحد کے طور پر ایک پیغام ہو جاتا ہے اور اسی کو اپنا پیغام سمجھیں۔

یہ آیت کریمہ جس کی میں نے تلاوت کی ہے اس کا دنیا سے بھاگ کر اللہ کی طرف جانے سے تعلق ہے اس سے پہلے خطبات کا جو سلسلہ شروع تھا اس میں توحید کا مضمون بیان ہو رہا تھا کہ توحید کس کو کہتے ہیں اور جس طرح حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے توقع رکھتے ہیں کہ توحید کا اس طرح حق ادا کر دیا کہ توحید کا حق ادا کرنے کا حق ہوا کرتا ہے اس شان کے ساتھ توحید پر قائم ہو۔ اس کے بعد دوسری نصیحت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ تبتّل میں بھی ویسا ہی رنگ اختیار کرو

تبتّل کا مطلب

ہوتا ہے ایک چیز سے کٹ کر الگ ہو جانا۔ اس تنے سے کلیتہً جدائی۔ بَتَّلَ اور تَبَتَّلَ یہ عربی کے ماضی کے صیغے ہیں، ان کا مطلب ایک ہی ہے۔ بَتَّلَ اور تَبَتَّلَ میں ذرا شدت پائی جاتی ہے۔ مضمون وہی ہے کسی کو کاٹ دیا کسی کو کاٹ کر الگ کر دیا۔ جُدا کر دیا اور تبتّل کا مطلب ہوتا ہے خود کٹ کر الگ ہو جانا۔ عربی لغات میں تبتّل کو خالصتہً اللہ کے لئے ظاہر کیا گیا ہے کیونکہ قرآن کریم سے یہ حوالہ ملا ہے اس لئے لغات بھی اس کو یہی بیان کرتی ہیں کہ تبتّل سے مراد غیر اللہ سے کٹ کر یا دنیا سے کٹ کر خالصتہً اللہ کا ہو جانا ہے۔ جب میں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ اقتباس پڑھا تو مجھے کچھ تعجب ہوا کیونکہ میرے ذہن میں یہ تھا کہ تبتّل پہلے ہوتا ہے اور توحید کے ساتھ تعلق و وابستگی تبتّل کے بعد قائم ہوتے ہیں تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی گہری حکمت کی وجہ سے توحید کو پہلے رکھا ہے اور تبتّل کو بعد میں رکھا ہے۔ لیکن جوں جوں میں نے غور کیا مجھے یہ بات پوری طرح سمجھ بھی آ گئی اور پورے یقین کے ساتھ دل میں گڑ گئی کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ترتیب بدلی ہے یہ آپ کے عارف باللہ ہونے کا ایک عظیم نشان ہے اور اس مضمون پر جتنا گہرا غور کریں اتنا ہی یہ بات کھلتی چلی جاتی ہے کہ اصل تبتّل یعنی غیر اللہ سے کٹنا خدا کے وجود سے پیوند کے نتیجہ میں حاصل ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ محض ایک خلا کے لئے کوئی چیز چھلانگ نہیں مارا کرتی جب تک دوسری طرف کوئی ایسا قدم رکھنے کی جگہ دکھائی نہ دے جس پر پاؤں رکھ کر پچھلی طرف سے پاؤں اٹھایا جا سکے کوئی معقول آدمی وہ قدم نہیں اٹھا سکتا۔ اسی لئے جب زمیندار پیوند کرتے ہیں تو ایک شاخ کو اپنی اصل شاخ سے کچھ دیر جڑا رہنے دیتے ہیں دوسری سے جوڑ دیتے ہیں جب وہ یہ دیکھ لیتے ہیں کہ دوسری شاخ سے اس کا پیوند پختہ ہو گیا ہے تو پھر پہلی سے کاٹ دیتے ہیں۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ترتیب کو اسی حکمت کے پیش نظر بدلا اور ہمیں یہ سمجھایا کہ تمہیں سچا تبتل نصیب ہو ہی نہیں سکتا جب تک خدائے واحد و یگانہ سے پہلے سچا پیار نہ ہو۔ وہ تعلق قائم ہوگا تو تبتل کی توفیق ملے گی ورنہ تبتل محض ایک نام کا تبتل رہے گا۔ پس انہی معنوں سے تعلق میں میں نے وہ آیات کریمہ آپ کے سامنے تلاوت کی تھیں جو سورۃ الذاریات سے لی گئی ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَمِنْ كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ کہ ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں تاکہ تم نصیحت پکڑو۔ جوڑے پیدا کرنے کا تعلق ایک کی دوسرے سے وابستگی میں مضمر ہے ایک، جوڑے کو جوڑا تبھی کہا جاتا ہے جب ایک کا دوسرے سے تعلق ہو اور آپس میں مناسبت پائی جاتی ہے اور ایک طبعی فطری جوڑ دکھائی دے اس کے بغیر کسی چیز کو جوڑا قرار نہیں دیا جا سکتا تو فرمایا کہ اس پر غور کرو ہم نے جو ہر چیز کے جوڑے پیدا کئے ہیں یہ ایک ایسا مضمون ہے جس پر تمہیں گہرا تفکر کرنا چاہیئے اور غور کرنا چاہیئے۔ یہ تنبیہ کرنے کے بعد ہم جو بات کرنے لگے ہیں وہ گہرے غور کی بات ہے۔ فرماتا ہے: فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ پس اللہ کی طرف دوڑو۔ اب تعجب کی بات ہے کہ دنیا میں جوڑے پیدا کئے ہیں تو اس کے نتیجہ میں اللہ کی طرف کیوں دوڑیں۔ تعجب کے اس مقام کو حل کرنے کے لیئے ذہن کو بیدار فرمایا یہ کہہ کر کہ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ یعنی جو بات ہم کہہ رہے ہیں یہ بہت گہری حکمت کی بات ہے۔ غور کرو گے تو سمجھ آئے گی جس طرح دنیا میں جوڑے ہیں اسی طرح

روح کے لئے ایک جوڑا

ہے جو اللہ ہے اس کے سوا اور کوئی جوڑا نہیں اگر تم دنیا میں بھٹکتے رہو گے اور دنیا میں ہی روح کے لیئے تعلق کا ایک جوڑا تلاش کرو گے تو تمہیں کچھ نصیب نہیں ہوگا اور تمہارے حصہ میں ناکامی اور نامرادی لکھی جائے گی کیونکہ روح کو بالآخر خدا سے تعلق باندھنے کے لئے پیدا کیا گیا ہے پس فرمایا کہ فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ تمہاری روحوں کا حقیقی جوڑا تو اللہ ہے اس کی طرف دوڑو۔ إِنِّي لَكُمْ مِنْهُ نَذِيرٌ مُبِينٌ میں تمہیں اس کی طرف سے کھلا کھلا ڈرا رہا ہوں یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا ارشاد ہے کہ یہ اعلان کر دو کہ تمہیں ڈرا رہا ہوں باقی سب جوڑے دھوکے کے جوڑے ہیں ان میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ اپنی روح کو ان سے پیوستہ کرو گے تو تمہارا نقصان کا سودا ہوگا۔ پس خدا کی طرف بلانے کے لئے ڈرانے کا مضمون بہت ہی عمدہ مضمون ہے اور یہی تبتل ہے فرار کا تعلق بھی خوف سے ہے فرمایا کہ باقی چیزیں ایسی ہیں کہ ان سے تعلق رکھو گے تو مقام خوف پہ مارے جاؤ گے۔ پس اس مضمون کو سمجھ کر اسی کی طرف دوڑو جو حقیقت میں تمہارا آخری اور ابدی جوڑا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات۔ اس مضمون کو مزید کھولتے ہوئے فرمایا وَلَا تَجْعَلُوا مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا آخَرَ۔ مراد یہ ہے کہ اللہ کی محبت پر کسی اور کی محبت کو غالب نہ رہنے دینا وہی اصل ہے اس کے بعد جتنے تعلقات ہیں وہ ثانوی ہو جاتے ہیں ان کی کوئی حقیقت نہیں رہتی اور پہچان یہ ہے کہ جب اس تعلق سے وہ تعلق ٹکراتے ہیں تو وہ ٹوٹتے ہیں اور یہ تعلق قائم رہتا ہے اسی کے سامنے سر جھکاؤ اور کسی اور کے سامنے سر نہ جھکاؤ۔ اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ کسی کی اطاعت نہ کرو اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے کہ ماں باپ کی بھی اطاعت کرو اولوالامر کی بھی اطاعت بہت سی اور اطاعتوں کے بھی حکم ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ میں جس کو امیر مقرر کرتا ہوں اس کی اطاعت کرو اگر اس کی اطاعت نہیں کرو گے تو میری بھی نہیں کرو گے تو سر جھکانے کے مختلف مفاہیم ہیں، مختلف مضمون ہیں۔ ان مضامین اور ان مفہوموں میں ہم لوگ ایک دوسرے کے سامنے سر جھکاتے ہیں مگر اس سر جھکانے کے وقت ہماری نیتیں ہمیں کیا بتا رہی ہوتی ہیں۔ یہ امر ہے جو دراصل یہ فیصلہ کرتا ہے کہ ہم نے کسی اور کو اپنا معبود بنایا ہے کہ نہیں بنایا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر سر جھکاتے ہیں یا اس پہلو سے یقین کے ساتھ ہم کسی کی اطاعت کر رہے ہیں کہ یہ دنیا کی عزت کے رشتے ہیں اور انسان ایک دوسرے سے تعاون پر مجبور ہے مگر جب

یہ اطاعت خدا تعالیٰ سے ٹکرائے گی تو پھر اس اطاعت کے کوئی معنی نہیں رہیں گے۔ اسی طرح محبت کی باتیں ہیں۔ ایک انسان کو اپنے ماں باپ سے بھی پیار ہے، اپنے بچوں سے بھی پیار ہے، اپنے دوستوں سے بھی پیار ہے۔ بیوی سے پیار ہے۔ یہ سب پیار اپنی ذات میں اس آیت کے مضمون کے منافی نہیں ہیں کہ ہم نے ہر چیز کا ایک جوڑا پیدا کیا ہے۔ لیکن تمہارا اصل حقیقی جوڑا اللہ تعالیٰ کی ذات ہے فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ پس

اللہ کی طرف دوڑو

جب تک خدا کا تعلق ان سب تعلقات پر غالب رہتا ہے اس وقت تک یہ منافی نہیں ہیں۔ یعنی اگر خدا کا تعلق ایک طرف ہو اور بیوی کی محبت دوسری طرف تو خدا کا تعلق قائم رہے اور بیوی کی محبت ٹوٹ جائے یا اس پہلو سے مغلوب ہو جائے۔ بچوں کا تعلق جب خدا کے تعلق سے ٹکرائے تو بچوں کے تعلق چور چور ہو جائیں لیکن خدا کا تعلق قائم رہے۔ اسی طرح یہ موازنہ زندگی کے ہر تعلق کے وقت اپنا سر اٹھاتا ہے اور ہمارا امتحان لیتا ہے۔ ہر موازنہ کے وقت ہماری توحید آزمائی جاتی ہے اور ہمارا فرار الی اللہ آزمایا جاتا ہے۔ اس وقت فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ کا مضمون بتاتا ہے کہ ایک بے چینی کی کیفیت ہوگی۔ یعنی ایک دوسرا معنی اس فرار کے لفظ میں پیدا ہو جاتا ہے کہ ہم کسی تعلق والے سے اس لئے منہ موڑ رہے ہیں کہ خدا کا تعلق یہی تقاضا کر رہا ہے۔ اس وقت یقیناً حالتِ اضطراب ہوتی ہے اور اضطراب کے وقت انسان کسی پناہ کو ڈھونڈتا ہے سکون کی جگہ تلاش کرتا ہے فرمایا: فَفِرُّوا إِلَى اللّٰهِ جس کی خاطر تم نے یہ تعلق توڑا ہے یا اس تعلق پر خدا کو ترجیح دی ہے تمہیں امن بھی اسی کی ذات میں نصیب ہوگا اور وہیں تمہیں سکینت قلب میسر آئے گی پس دوڑ کر اس سکینت کے مقام کی طرف آؤ۔ پس ہر آزمائش کے وقت خدا کی طرف حرکت میں ایک تیزی پیدا ہو جاتی ہے۔ ہر خوف سے بچنے کے لئے انسان خدا کی طرف پہلے سے زیادہ تیزی کے ساتھ دوڑتا ہے۔ یہ مضمون ہے کہ جب تم اللہ تعالیٰ کا عرفان حاصل کر لو تو پھر ہر طرف سے ایک فرار کا سلسلہ شروع ہو جائے گا جو لامتناہی ہوگا۔ مختلف وقتوں میں مختلف تعلقات میں تم آزمائے جاؤ گے اور وہ جو حقیقتاً اللہ تعالیٰ کا عرفان رکھتا ہے اس کی توحید کا قائل ہے اس کو ایک ہی جائے فرار دکھائی دے گی اور کوئی جائے فرار نہیں ہوگی اس کے برعکس جو اللہ سے بھاگتے ہیں ان کو شش جہات یعنی ہر طرف فرار کی راہیں دکھائی دیتی ہیں ہر غیر اللہ جہاں جہاں بھی ہوگا وہ خدا سے بھاگ کر امن کی جگہ دکھائی دیتا ہے لیکن ہر جگہ اس کو سراب پاتا ہے اس میں کوئی بھی حقیقت نہیں دیکھتا یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر اس پر غالب آ جاتی ہے اور اس کی سزا کا وقت آ جاتا ہے۔ پس یہ تبتل الی اللہ کا مضمون ہے جس کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے توحید کے بعد رکھا کیونکہ توحید کا عرفان نہ ہو اور اس سے گہرا تعلق نہ ہو تو خدا تعالیٰ کی ذات کی طرف بھاگنے کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔ انسان تو خوف کے مقام سے امن کے مقام کی طرف بھاگتا ہے۔ جب امن کے مقام کا پتہ ہی نہ ہو کہ ہے کونسا تو اس وقت تک اس کی طرف بھاگ نہیں سکتا اور امن کے مقام کا جب ہر دوسرے مقام سے موازنہ ہو رہا ہے تو ہر دوسرے مقام سے انسان خدا کی طرف بھاگے گا اور یقینی طور پر قطعی طور اس کے علم میں یہ جائے امن رہنی چاہیئے ہمیشہ اس کے پیش نظر رہنی چاہیئے لوگ بعض دفعہ کسی خاص خطرے کے وقت خاص جگہ کو اپنے امن کے لئے مقرر کر لیا کرتے ہیں جنگیں ہوتی ہیں تو بتایا جاتا ہے کہ تم زیر زمین کوئی پناہ گاہ کھود لو اور اس کو مضبوط کر لو اور اس میں ضرورت کی چیزیں اکٹھی کر لو اور یاد رکھو اس کے رستے پتہ کر لو کہ کون سے ہیں جب خوف کا الارم بجے گا تو تمہیں دوڑ کر وہاں جانا ہے۔ اسی طرح جب جہازوں وغیرہ میں آپ سفر کرتے ہیں تو آپ کو بتایا جاتا ہے۔ مختلف وقتوں میں اعلانات ہوتے ہیں کہ خطرہ ہو تو مقامِ امن کیا ہے۔ کس طرف ہے کون سے رستے سے آپ

وہاں پہنچیں گے۔ سمندری جہازوں میں بھی یہ چیزیں لکھی جاتی ہیں تو دیکھیں قرآن کریم کا اعلان کتنا عظیم الشان ہے۔ فرمایا: ہر دوسری چیز سے خطرہ ہے۔ تم خطرے کی حالت میں زندگی بسر کر رہے ہو۔ تمہیں بار بار یہ فیصلہ کرنا پڑے گا کہ ہم نے دوڑنا ہے۔ ہم تمہیں یہ بتاتے ہیں کہ اے محمد! تو اعلان کر دے کہ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ۔ میں اس کی طرف سے یہ انذار کرنے کے لئے مقرر فرمایا گیا ہوں جس طرح عقلمند لوگ تمام سفر والوں کی توجہ اپنی طرف کھینچتے ہیں اور کہتے ہیں سنو یہ بڑا ضروری اعلان ہے۔ غور سے سنو اور اپنی ان کی جگہوں کو اچھی طرح پہچان لو۔ پس یہ اتنا عظیم الشان اعلان ہے کہ خوف سے بچنے کا اس سے بہتر اعلان کبھی اس شان کے ساتھ دنیا میں نہیں کیا گیا اور زوجین کے مضمون کو بیان کرنے کے بعد جو یہ اعلان ہے اس نے بتا دیا کہ ہر دوسرے تعلق سے خوف ہے اور اس میں گہری حکمت کا راز ہے۔ ہر تعلق یقیناً مقام خوف ہے وہ تعلق کسی طرح سے اپنے اندر خوف رکھتا ہے۔ توقعات بڑی ہوتی ہیں وہ ٹوٹ جاتی ہیں۔ توقعات فرضی ہوتی ہیں ان میں کوئی حقیقت نہیں ہوتی دوسرے توقعات کے نتیجہ میں تعلقات بگڑ جاتے ہیں۔ بیوفائیاں ہیں جو رشتے میں داخل ہوتی ہیں۔ قضاء و قدر کے عوامل ہیں جو ان تعلقات کو توڑ لیتے ہیں اور انسان کا کچھ نہیں رہتا پس اگر کسی ایک تعلق سے ایسی وابستگی ہو کہ گویا وہی آخری تعلق ہے تو ایسے انسان کے مقدر میں نامرادی کے سوا کچھ بھی نہیں رہتا۔ بعض ماؤں کو بچوں سے تعلق ہوتا ہے اور اتنا بڑھ جاتا ہے کہ بچے مر جائیں تو پاگل ہونے لگتی ہیں بعض کے اوپر تو ایسی آزمائش آتی ہے کہ ایک ہی بچہ ہے اور وہ مر جاتا ہے لیکن اسی میں توحید پر قائم ماں اور شرک کی طرف مائل ماں کے ردِ عمل میں زمین آسمان کا فرق ہوتا ہے۔ میں نے خود ایسی مائیں دیکھی ہیں جن کا ایک ہی بچہ مر گیا۔ لیکن ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عجیب حوصلہ عطا ہوا ہے فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ انہوں نے ضرور کیا ہے دنیا سے تعلق کم ضرور ہوا ہے۔ دنیا کے تعلق ان کو بے حقیقت دکھائی دینے لگے اور زیادہ خدا کی طرف مائل ہو گئیں زیادہ نمازی زیادہ تہجد گزار بن گئیں اور

ہمہ تن ذکرِ الٰہی میں مصروف

رہنے لگیں لیکن بے چینی اور بے قراری جس طرح شرک کی طرف مائل عورتوں میں ہوتی ہے وہ ان میں نہیں پائی گئی۔ اب شرک کی طرف مائل ہونا بھی ایک درجہ بدرجہ مضمون ہے یہ مراد تو نہیں ہے کہ ہر ماں اپنے بچے کے غم میں پاگل ہو رہی ہو تو وہ ضرور مشرک ہے۔ بعض دفعہ وقتی طور پر ایک غم دبا لیتا ہے لیکن پھر ایسی مائیں جلدی سنبھل جاتی ہیں لیکن بعض ہیں جو ہمیشہ ہمیش کے لئے روگ لگا بیٹھتی ہیں اور ان کے لئے کچھ رہتا ہی نہیں تو مراد یہ ہے کہ ان کی جائے فرار تو وہ بچہ تھا جو ان کا اصل زوج تھا وہ نہ رہا تو کوئی جائے فرار نہ رہی لیکن یہ آیت ہمیں بتا رہی ہے کہ ہمیشہ ہمیش جب غیروں سے تعلق ٹوٹیں گے خواہ ان کی طرف سے ٹوٹیں یا حادثات کے نتیجہ میں ٹوٹیں یا تمہاری غلط امنگوں اور وابستگیوں اور توقعات کے نتیجہ میں ٹوٹیں تو یاد رکھو کہ مومن کے لئے ہمیشہ ایک ہی جائے پناہ ہے اور وہ اللہ ہے۔ فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰہِ پس اللہ کی طرف دوڑو۔ پس تبتل کے مضمون کی ہر تفصیل اس آیت کریمہ میں بیان ہو گئی۔ اور بنیادی نکتہ یہی ہے کہ اس کی جگہ کا علم نہ ہو اس سے تعلق نہ ہو یہ یقین نہ ہو کہ یہاں ضرور امن نصیب ہو گا تو پھر فرار کا مضمون پیدا ہی نہیں ہوتا۔ پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر میں میں نے جو ترتیب بدلی ہوئی دیکھی تو ابتداء میں اپنی جہالت کی وجہ سے کچھ تعجب ہوا لیکن جتنا میں نے اس مضمون پر غور کیا میں حیرت کے سمندر میں ڈوبتا چلا گیا۔ عجیب عرفان ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص شان ہے کہ انبیاء کو ایسا عرفان نصیب ہوتا ہے اور اس کے بغیر یہ باتیں قلم سے نکل نہیں سکتیں، زبان پر جاری ہو نہیں سکتیں۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام کو عزت اور وقار کی نظر سے دیکھو اور غور سے اس کا مطالعہ کرو تو پتہ چلے گا کہ قرآن کریم اور احادیث کے عظیم الشان عرفان کے سمندر ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریر کے کوزوں میں بند ہیں۔

اسی ضمن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی

ایک حدیث

پیش کرتا ہوں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے دوسرے شعراء کو بہت کم پسند فرمایا ہے اور ان کے شعر پر کوئی داد دی ہے۔ کئی ایسے خوش نصیب شعراء ضرور ہیں جن کے قصائد پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔ ایک ایسا قصیدہ، قصیدہ بُردہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس شاعر کو اپنی چادر انعام کے طور پر عطا فرما دی تھی۔ اس کے علاوہ ایک ایسا شعر ہے جس کے متعلق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جتنے بھی شعر کہنے والے ہیں ان میں سے کسی شاعر نے کبھی اس سے زیادہ سچی بات نہیں کی۔ یہ داد بے اختیار آپ کے دل سے اٹھی ہے وہ شعر لبید کا ہے لبید کہتا ہے کہ

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

خبردار! غور سے سنو کہ اللہ کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے ایک ہی حق ہے خدا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے عشق کے نتیجہ میں یہ شعر ایسا دل پر لگتا ہے کہ بے اختیار دل سے داد اٹھتی ہے۔ واہ واہ کیا کلام ہے کہ کبھی کسی شاعر نے اس سے زیادہ سچی بات نہیں کی اللہ کے سوا ہر چیز کا باطل ہو جانا یہی بات آپ کو فرار کی طرف مائل کرتی ہے ایک ہی وجود رہ جائے گا۔ باقی کچھ نہیں رہے گا ایک مستقبل میں بھی اس کے معنی ہیں سب تعلق بے کار رہ جائیں گے کوئی ساتھ نہیں دے گا صرف ایک اللہ کا تعلق ہے جس کے ساتھ ہمیشگی کا سفر ہے اسی کی طرف دوڑو جس سواری پر چڑھ کر آپ نجات کا سفر اختیار کر سکتے ہیں جبکہ خطرہ ہو کہ سیلاب آنے والا ہے جبکہ خطرہ ہو کہ جنگلی درندے وہاں اس علاقہ میں راہ پانے والے ہیں، جبکہ خطرہ ہو کہ ڈاکو آئیں گے یا فوج کشی ہوگی تو ان سب حالات میں وہ سواری جو امن کے مقام کی طرف لے جاتی ہے وہی ایک سواری ہے جس کا ذکر اس شعر میں ملتا ہے۔ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ خبردار خدا کے سوا ہر دوسری چیز باطل ہے۔ یہ چونکہ ایک گہرا عارفانہ مضمون تھا اس لئے حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس پر ایسی داد دی جیسی داد کبھی کسی شاعر کو نہیں دی گئی اور بڑا ہی خوش نصیب ہے لبید کہ سب سے زیادہ عارف باللہ نے اس کو داد دی ہے اور ایسی بات ہوتی ہے کہ جس کی کوئی مثال آپ کو دنیا میں دکھائی نہیں دے گی ہو سکتا ہے کہ دوسرے انبیاء نے بھی بعض شعراء کو داد دی ہو مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے بڑھ کر صاحب عرفان اور صاحب ذوق انسان متصور ہی نہیں ہو سکتا۔ یہ دونوں باتیں قطعی ہیں اللہ کا جیسا عرفان آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو نصیب ہوا یہ آپ کے فرار الی اللہ سے ثابت اور بالکل ظاہر و باہر ہے اور جس کے ذوق نے خدا کو محبت کے لئے چن لیا ہو اس سے بہتر ذوق ہو ہی نہیں سکتا تو سب سے زیادہ عارف باللہ اور سب سے زیادہ صاحب ذوق انسان جس پر وہ کلام نازل ہوا جس سے زیادہ فصیح و بلیغ کلام اور کوئی نہیں تھا جس کو خود کلام پر وہ قدرت نصیب ہوئی کہ تمام اہل علم پکار اٹھے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم

اَفْصَحُ الْعَرَبِ بَعْدَ کِتَابِ اللّٰہِ

ہیں کہ کتاب اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ انسان حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے۔ اس کے باوجود آپ نے لبید کو اس کے ایک شعر پر داد دی ہے۔ میں نے تو جب یہ پڑھا تو میں اس بات پر سر دھننے لگا کہ کیا شان ہے لبید کی بخ بخ لبید محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے داد پا رہا ہے لیکن یہ شعر ہے ہی ایسا۔ کیسا پیارا کلام ہے ۔

اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَا خَلَا اللّٰہَ بَاطِلٌ

میں احادیث کی طرف پھر دوبارہ انشاء اللہ واپس آؤں گا ان سے پہلے اس ضمن میں چند اور آیات میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں جن میں یہی مضمون مختلف طرح سے بدل بدل کر پیش کیا گیا ہے کبھی ایک پہلو سے کبھی دوسرے پہلو سے اور اس مضمون پر اگرچہ بہت سی اور آیات بھی ہیں لیکن چونکہ اس کو ایک دو خطبات میں سمیٹنے کا میرا ارادہ تھا اس لئے سارا مواد نہیں بلکہ چند آیات نمونے کی لی گئی ہیں۔ فرماتا ہے:

یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا فَمُلٰقِيْهِ ۚ فَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ بِيَمِيْنِهٖ ۙ فَسَوْفَ يُحَاسَبُ حِسَابًا يَّسِيْرًا ۙ وَّيَنْقَلِبُ اِلٰٓى اَهْلِهٖ مَسْرُوْرًا ۭ وَاَمَّا مَنْ اُوْتِيَ كِتٰبَهٗ وَرَاۗءَ ظَهْرِهٖ ۙ فَسَوْفَ يَدْعُوْا ثُبُوْرًا ۙ وَّيَصْلٰى سَعِيْرًا ۭ

(سورۃ الانشقاق: آیت ۷ تا ۱۳)

اس کی پہلی آیت ہے جو خصوصیت سے پیش نظر ہے۔ باقی اس کے نتائج ہیں جو لبعد کی دیگر آیات میں بیان فرمائے گئے ہیں۔ فرمایا: یٰاَیُّهَا الْاِنْسَانُ اے انسان! اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا: تو پوری کوشش اور زور لگا کر جدوجہد کے ساتھ اپنے رب کی طرف جانے والا ہے فَمُلٰقِيْهِ: پس

خوشخبری ہو کہ تو ضرور اُسے مل جائے گا

اس آیت کا اللہ تعالیٰ کے مختلف بندوں پر مختلف رنگ میں اطلاق چلتا ہے۔ جہاں تک حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا تعلق ہے اول اطلاق آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات پر ہے اور اس کے معنی دوسرے انسانوں پر اطلاق کے معنوں کے مقابل پر بہت ہی زیادہ رفیع الشان ہیں۔ یعنی یہی آیت۔ ادنیٰ انسان پر بھی اطلاق پاتی ہے اور اعلیٰ پر بھی پاتی ہے اور ایسا کلام ہے کہ ہر اطلاق کے مطابق اپنے مضمون بدلتی ہے اور ہر اطلاق کے مطابق ڈھلتی چلی جاتی ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم پر جب اس کا اطلاق کیا جائے جو اول مخاطب ہیں تو یہ مطلب ہے کہ اے انسانِ کامل! الانسان؛ جو فی الحقیقت انسان کہلانے کا مستحق ہے اور تمام انسانیت کا خلاصہ اور تمام انسانیت کا مرجع ہے۔ تمام انسانیت کا معراج ہے۔ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا تیرے لئے تو اس کے سوا ہے ہی کچھ نہیں کہ اپنی تمام تر طاقتیں ہر وہ صلاحیت جو اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے وہ اللہ کے لقاء کی خاطر صرف کر دے اور اسی میں اپنی ساری توانوں کو ہلاک کر دے۔ کچھ بھی باقی نہ چھوڑے تمام جان کے ساتھ تمام شعور کے ساتھ، تمام ہمت کے ساتھ اپنے وقت کے ہر ہر لمحہ کو اللہ کے لئے وقف رکھے۔ یہ تیرا مقدر ہے۔ تو نے اس کے سوا کرنا کچھ نہیں اِنَّكَ كَادِحٌ تو ہے ہی ایسا یہ مطلب بنتا ہے۔ اس کے سوا تجھ سے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ فَمُلٰقِيْهِ پس خوشخبری ہو کہ تو وہ ہے جو ضرور اپنے رب سے ملے گا فَمُلٰقِيْهِ میں کوئی بعد کی خوشخبری نہیں ہے بلکہ ہر آن ہر کوشش کے نتیجہ میں یہ خوشخبری ہے كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا کا مطلب یہ ہے کہ ساری زندگی یہی جدوجہد ہے۔ یہی تلاش ہے۔ یہ خوشخبری کا جو پیغام ہے اس میں یہ مراد نہیں ہے کہ جب تیری جدوجہد ختم ہو جائے گی تب تو خدا سے ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی صورت میں جب یہ آیت آپ پر اطلاق پاتی ہے تو مضمون یہ بن جاتا ہے کہ تیری ہر کوشش تجھے خدا سے ملائے گی۔ ہر لمحہ تو خدا کی ایک نئی شان دیکھے گا۔ نیا جلوہ تجھ پر ظاہر ہوگا وَلَلْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى کا مضمون اس کے ساتھ مل کر ایک نئی شان میں ظاہر ہوتا ہے تیری آخرت پہلے سے ان معنوں میں بہتر ہے کہ ہر لمحہ جو نئی جدوجہد تو خدا کے حصول کی خاطر کرتا ہے اس کے نتیجہ میں ہر لمحہ اللہ تجھے ایک نئی شان کے ساتھ دکھائی دے گا۔

اس کا دوسرا اطلاق عام ہے اور وہ بھی درجہ بدرجہ ہے اس کا ادنیٰ اطلاق یہ بنے گا کہ وہ انسان جس کو عرفانِ الٰہی نہ ہو اور اللہ کی طرف جانا چاہے اس کا یہ سفر بڑا کٹھن ہو جاتا ہے ایک ہے عرفان کے نتیجہ میں خدا کی طرف دوڑنا اس میں بھی ایک بڑی شدید مشقت پائی جاتی ہے مشقت ان معنوں میں کہ محبوب کی طرح دوڑنے کے لئے انسان سعی کرتا ہے اور ہر تیزی کو بھی سست روی سمجھ رہا ہوتا ہے وہ اپنی طرف سے پورا زور لگا رہا ہے لیکن سمجھتا ہے کہ ابھی کچھ زور ہی نہیں لگ رہا وہ فاصلے جیسے میں چاہتا ہوں ویسے طے نہیں ہو رہے پس یہاں كَدْحًا کا مطلب ہے کہ محبوب سامنے دکھائی دے رہا ہے پورے زور سے اس کی طرف بڑھ رہا ہوں لیکن جس شان جس تیزی کے ساتھ بڑھنا چاہتا ہوں وہ تیزی ابھی پوری نہیں ہوئی ہے پھر انسان اور زور لگاتا ہے۔ پھر اور زور لگاتا ہے۔

ایک یہ ہے کہ جس کے سامنے ایک مبہم سا تصور ہے یقینی طور پر قطعی حالت میں اس محبوب سے ابھی نہ آشنائی ہوئی ہے نہ اس کا حسن پوری طرح جلوہ گر ہوا ہے لیکن عقیدۃً یہ تسلیم کر بیٹھا ہے کہ ایک خدا ہے اور عقیدۃً یہ مان چکا ہے کہ اس خدا کی طرف بڑھے بغیر میری نجات نہیں ہے۔ یہ سالک کے سفر کا آغاز ہے جو اس طرح ہوتا ہے پس فرمایا کہ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا: تجھے بڑی محنت کی ضرورت پڑے گی بڑی مشکلات سامنے آئیں گی ہر قدم جو خدا کی طرف اٹھتا ہے گا کسی اور جانب سے پرے ہٹائے گا اور یہ ہے جو دراصل تبتّل کا مضمون ہے ایک سمت سے جب ایک قدم دوسری سمت میں اٹھتا ہے تو ہر قدم پر ایک منزل دور ہو رہی ہے اور دوسری منزل قریب ہو رہی ہے۔ اپنے تعلقات کی ہر منزل سے خدا کی طرف کا سفر بڑا ہی مشقت کا سفر ہے۔ بڑی جانکاہی کی ضرورت ہے بہت محنت چاہیئے بڑی قربانیاں درپیش ہیں فرمایا کہ اِنَّكَ كَادِحٌ اِلٰى رَبِّكَ كَدْحًا: اے انسان تو نے اللہ کی طرف سفر اختیار کرنا ہے جس نے بھی کرنا ہے مگر یاد رکھو کہ بڑا مشکل کا سفر ہے لیکن ایک چیز ہے جو تمہیں سہارا دے گی اور وہ چیز خدا کا یہ یقینی وعدہ ہے کہ خواہ تم مشکل ڈال کر سفر کرو خدا وعدہ کرتا ہے کہ آخر وہ تم سے ملاقات کرے گا اور تمہاری یہ کوشش رائیگاں نہیں جائے گی۔ پس تبتّل کی دو انتہائیں اس آیت میں بیان ہو گئیں۔

تبتّل کی ایک انتہا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے تبتّل کی انتہا ہے اس میں پیچھے سے کھینچنے والا کوئی رسہ نہیں تھا کسی اور منزل کا خیال نہیں تھا جو قدم مقام رہا تھا کوئی ایسا محبوب وطن نہیں تھا جسے چھوڑ کر اللہ کی طرف ہجرت فرما رہے تھے۔ ایک ہی کشش تھی اور وہ صرف ایک اللہ کی کشش تھی اور باقی سب رشتے پہلے ہی ٹوٹ چکے تھے پس تبتّل یہاں ایسا تبتّل ہے کہ جیسے محبوب کی طرف ایک روح از خود اڑتی ہوئی چلی جاتی ہے اور غیر کے روکنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور ایک تبتّل وہ ہے جو ابتدائی سفر کرنے والے کا تبتّل ہے اسے ہر منزل پر دوسروں سے تعلق کاٹنے پڑتے ہیں۔ بندھن توڑنے پڑتے ہیں مشکل زمین پر قدم رکھتا ہے تو پاؤں دھنستے ہیں۔ زمین وہیں روکتی ہے لیکن زور لگا کر آگے بڑھتا ہے۔ دونوں کا انجام تو وہی ہے کہ خدا ملے گا لیکن بڑا فرق ہے کہاں وہ مضمون کہ اڑتی ہوئی روح حرکت کر رہی ہے جیسے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اے میرے آقا! میری روح تیری طرف اڑتی ہوئی چلی جا رہی ہے۔ وہی مضمون آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی ذات میں اس آیت کے اطلاق سے پیدا ہوتا ہے اور ہم جیسے عاجز انسانوں کو رستے کی مشکلات سے آگاہ کرتا ہے۔ فرماتا ہے کہ یہ سفر آسان کرنا ہے تو ملاقات کا خیال غالب رکھو۔ یہ پیش نظر رکھو کہ تم سے ایک وعدہ ہے کہ اللہ تم سے ضرور ملاقات کرے گا اور یہاں بھی قدم قدم کا مضمون صادق آتا ہے۔ تمام وہ لوگ جو دنیا سے تعلق توڑ کر (یعنی ان معنوں میں جن معنوں میں میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور آئندہ بھی کچھ کروں گا) خدا کی طرف حرکت کر رہے ہوتے ہیں ان کو کچھ نہ کچھ طعمہ کے طور پر ان کی محنت کی جزاء ساتھ ساتھ مل رہی ہوتی ہے ورنہ محض عدم تعلق سے ایک

خیال محبوب کی طرف حرکت ممکن ہی نہیں ہے۔ جب وہ دنیا سے تھوڑا تھوڑا تعلق توڑتے ہیں تو وہیں اللہ سے ایک قسم کی ملاقات حاصل کر لیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے پیار سے ان پر ضرور جلوہ گر ہوتا ہے۔ اگر یہ نہ ہو تو یہ سفر ناممکن ہو جائے۔ پس وہ لوگ جو سالک ہیں آغازِ سفر میں ان کو بھی یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اگر ان کی محنت کا پھل ساتھ ساتھ نہیں ملتا تو ان کی محنت درست نہیں ہے۔ اس میں ضرور خامیاں ہیں۔ ان کو غلط فہمی ہے کہ وہ دنیا سے تعلق توڑ کر خدا کی طرف جا رہے ہیں کیونکہ مُلٰقِیْہِ کا وعدہ صرف آخرت کا وعدہ نہیں بلکہ ہر کوشش کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی لقاء کے ملنے والے انعامات ہیں جو انسان کو ساتھ ساتھ کچھ نہ کچھ ضرور نصیب ہوتے رہتے ہیں پس یہ آیت کریمہ تبتل کے مضمون میں ایک بہت عظیم مرتبہ رکھتی ہے اور اس کے سارے پہلوؤں کو بیان فرماتی ہے۔

پھر سورۃ الانعام آیت ۱۵۔ ۱۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ۝

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا۔

اے محمدؐ! تو یہ اعلان کر دے کہ

میں اللہ کے سوا کوئی ولی کیسے ڈھونڈوں۔

اس کا سوال ہی کیا پیدا ہوتا ہے۔ فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔ وہی ہے جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا ہے اس کے سوا کوئی پیدا کرنے والا ہے ہی نہیں تو کسی اور کی درگاہ کی طرف ذہن جا کیسے سکتا ہے۔ اس کے سوا ہے ہی کوئی نہیں۔ پس یہاں جس غیر اللہ سے تعلق توڑنے سے پہلے ایک فاطر کے وجود کا تصور ضروری ہے جو انسان کا مددگار بنتا ہے اور ہمیں یہ آیت رستہ سکھاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر غیر اللہ سے تعلق توڑنا ہو تو اللہ تعالیٰ کی مثبت صفات پر غور کرو۔ اس کے نتیجہ میں غیر اللہ سے تعلق ٹوٹے گا محض ایک خیالی چھلانگ نہیں لگائی جا سکتی۔ قرآن کریم نے اس سفر کو ایک اور آیت میں یوں بیان فرمایا ہے

اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝

(آل عمران: ۱۹۱)

اہلِ عقل کے لئے نشانیاں ہیں اور اہلِ عقل جوں جوں اس مضمون کو سمجھتے چلے جاتے ہیں کہ فاطر یعنی ابتداء میں پیدا کرنے والا اور خالق، اس میں نئے تنوعات کرتے چلے جانے والا وہ ایک ہی وجود ہے تو پھر غیر اللہ سے طبیعت ہٹتی چلی جاتی ہے۔ اس سے تعلق مدھم پڑتا چلا جاتا ہے اور اس سفر کے دوران غور کے نتیجہ میں ہر غور کے بعد اُن کی فطرت یہ آواز دیتی ہے کہ اے خدا! تیرے سوا اور کوئی نہیں ہے سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔ یہ دنیا باطل ہے۔ اگر تو نے ہم پر احسان نہ فرمایا تو ہمارا اس دنیا سے تعلق ایک آزار کا تعلق بن جائے گا۔ یہ آگ ہی آگ ہے اگر تو نہ ہو۔ اس آیت کے متعلق میں پہلے بھی مختلف وقتوں میں بیان کر چکا ہوں اس لئے پوری آیت پڑھ کر تفسیر نہیں کرنا لیکن اس تعلق میں میں آپ کو یہ یاد کراتا ہوں کہ یہ وہی مضمون ہے کہ

قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہ فاطر السموات والارض کی قدرتوں پر غور کرنے کے نتیجہ میں انسان اللہ کی طرف مائل ہوتا ہے تو پھر دنیا سے تعلق ایک نیا رنگ اختیار کرتا ہے اور اس تعلق کے بڑھنے کو انسان آگ سمجھتا ہے اور اس تعلق کو باطل قرار دیتا ہے اور جانتا ہے کہ اگر اس تعلق کو حقیقی بنا لیا تو پھر میرا ٹھکانہ آگ کے سوا کچھ نہیں۔ اس کا انجام آگ کے سوا کچھ نہیں اور پھر اللہ کی طرف دوڑنے کا مضمون اس سے نکلتا ہے۔ پھر فرمایا وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ: یہ وہ ذات ہے جو کھلاتی ہے اور اس کو کوئی چیز نہیں کھلاتی۔ وہ مستغنی بھی ہے۔ اگر اس سے تعلق جوڑو گے تو ہر قسم کا رزق تمہیں عطا ہوگا۔ یُطْعِمُ میں صرف کھانا مراد نہیں بلکہ توانائی کی ساری قسمیں آجاتی ہیں کیونکہ طعام دراصل انسان کے لئے قوت یعنی زندہ رہنے کی طاقت مہیا کرتا ہے اور دیگر سب توانائی کھانے سے ملتی ہے۔ روحانی معنوں میں بھی یہاں طعام کا ذکر فرما دیا گیا۔ هُوَ يُطْعِمُ اُس سے ہر طرح کی توانائی نصیب ہوتی ہے اور تمہاری کسی توانائی کی اس کو ضرورت نہیں۔ اس لئے اس سے تعلق توڑو گے تو توانائی سے محروم رہ جاؤ گے اور اس کا کوئی نقصان نہیں۔ اس لئے یہ نہ سمجھو کہ خدا تعالیٰ اپنے حرص میں اپنے کسی فائدہ کے لئے تمہیں بلاتا ہے۔ تمہارے فائدہ کے لئے تمہیں بلاتا ہے اس لئے ایسے خدا کی طرف دوڑو جس کے بغیر تمہاری حقیقی بقا ہو ہی نہیں سکتی۔ فرمایا: قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔ فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ کہ میں اسلام لانے والوں میں سب سے پہلا ہو جاؤں۔

اب یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ذات پر ایک عظیم الشان الزام ہے کہ سب پہلوں سے آپ کے اسلام کو پہلے قرار دے دیا۔ یہاں اوّل زمانی نہیں ہے کیونکہ قرآن کریم میں ملتا ہے کہ اس سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا اَسْلِمْ قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اے ابراہیمؑ! اسلام لے آ۔ یعنی خدا کے سپرد ہو جا تو کہا کہ اے اللہ! میں تو ہو چکا۔ میں تو پہلے سے ہو چکا ہوں۔ زمانے کے لحاظ سے تو آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ہزاروں برس پہلے تھے لیکن اس کے باوجود فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے۔ مراد یہ ہے کہ خدا کے نزدیک میں پہلا ہوں۔ لامتناہی زمانہ ماقبل گزر چکا ہو تب بھی اللہ جانتا ہے کہ اسلام میں مجھ سے اوّل اور کوئی نہیں ہے اور حکم دیا ہے تو بیان کیا ہے ورنہ شاید بیان بھی نہ فرماتے۔ طبیعت میں ایسا انکسار تھا کہ اپنے باطنی حسن کو مجبوری کے سوا خود کھول کر بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔ بعض باتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ۔ اَنْ اَكُوْنَ کے بعد پہلے اسلام نہیں لائے۔ اس مضمون کو اچھی طرح یاد رکھیں۔ یہ نہ سمجھیں کہ مراد ہے کہ جب خدا نے حکم دیا تب میں سب سے پہلے اسلام لے آیا۔ خدا کے حکم دینے سے پہلے جب تک یہ آیت نازل نہیں ہوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا حالت تھی اور وہ اگر بعد میں اسلام لائے تو اوّل ہو کیسے گئے۔ یہاں حکم سے مراد ہے کہ خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ تو ہے اور اس کا اعلان کر۔ دنیا کو بتا دے کہ تجھ سے بڑھ کر کوئی اسلام لانے والا نہیں ہے۔ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ: اور مشرکین میں سے نہ ہو۔ آیت کے اس بقیہ حصے نے تو اس راز سے خوب پردہ اٹھا دیا کہ پہلی دفعہ کچھ کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ آپ کی حالتِ جاریہ کا ذکر ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کس لمحہ مشرک ہوئے تھے جو یہ حکم تھا کہ مشرکوں میں سے نہ ہو۔ آپ پر کونسا لمحہ ایسا گزرا تھا کہ جب آپ ہر وقت خدا کے حضور حاضر نہیں تھے۔ اسلام کی حالت میں نہیں تھے تو آیت کے دوسرے حصے نے بتا دیا کہ کوئی تازہ حکم نہیں ہے بلکہ آپ کی ایک جاری و ساری، ہمیشہ باقی رہنے والی حالت کا تعارف کروایا جا رہا ہے آپ نے جیسے کبھی شرک نہیں کیا ویسے ہی ہمیشہ سے آپ مسلمان تھے اور یہاں لَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ میں دراصل خدا تعالیٰ کی طرف سے یہ

اعلان ہے کہ اس آیت کے سب سے زیادہ مصداق کہ شرک نہیں کرنا اور اسے پورا کرنے والے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہیں۔ ایک جگہ امر یعنی حکم ہے کہ یوں کرو۔ دوسری جگہ نواہی ہے کہ یوں نہ کرو۔ بظاہر دونوں ہدایات وقتی طور پر ہیں لیکن دونوں مضامین ثابت کر رہے ہیں کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی ابدی طور پہ جاری وساری حالت کا نام شرک نہ کرنا اور اسلام لے آنا ہے۔ پس باقیوں کے لئے نمونے کے طور پہ آپ کی ذات کو پیش فرمایا گیا ہے۔

اس سے ایک مضمون یہ بھی نکلتا ہے کہ اللہ تعالےٰ جو حکم دیتا ہے اصل میں اسی کو دیتا ہے جو اس کا مصداق ہو۔ تبلیغ تو سب کو حکم ہے مگر جو خدا کے حکم نہیں مانتے وہ خدا کی عبودیت سے باہر نکل چکے ہوتے ہیں اور حکم میں اصل مراد وہی ہوتا ہے جو سب سے زیادہ اس پر عمل کرنے والا ہو۔ ان معنوں میں اس آیت کا مطلب یہ ہوگا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو جب خدا نے فرمایا کہ مشرکوں میں سے نہ ہو تو یہی وہ بندہ ہے جو سب سے زیادہ شرک سے نفرت کرنے والا اور شرک سے پرہیز کرنے والا تھا۔ اس سے بڑھ کر یہ منا ہی کسی اور ذات پر صادق نہیں آتی۔ پس خدا نے اس کو کہنے کے لئے چنا ہے اور اس کے حوالے سے تم سب کو حکم ہے۔ اسلام کا حکم بھی آنحضور ؐ کے حوالے سے ہے کیونکہ آپ اوّل ہو گئے اور اسی اوّلیت میں شرک نہ کرنے کی اوّلیت بھی داخل ہو گی۔ پس جو ان دونوں مضامین میں اوّل ہے اس کے پیچھے لگو۔ اس کی پیروی کرو، اس سے سیکھو۔ قُلْ اِنِّیْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَیْتُ رَبِّیْ عَذَابَ یَوْمٍ عَظِیْمٍ۔ ان سے کہہ دے کہ میں اس بات سے بہت خائف رہتا ہوں کہ اگر میں نے اللہ تعالےٰ کی معصیت کی تو ایک یوم عظیم کا عذاب بھی ہے جو سامنے کھڑا ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم ہر وقت خدا سے اس بات میں خائف رہتے ہیں کہ ایک یوم عظیم کا عذاب سامنے کھڑا ہے حالانکہ ان کے متعلق اللہ یہ گواہی دے چکا ہے کہ اسلام لانے والوں میں سب سے اوّل ہیں۔ شرک نہ کرنے والوں میں سب سے اوّل ہیں تو باقیوں کا کیا حال ہونا چاہیئے۔ اِنِّیْ لَکُمْ مِّنْہُ نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ کا مضمون مزید سمجھ آیا کہ آپ کو کیوں چنا ہے۔ خدا کی طرف سے ڈرانے کے لئے اس کو چنا گیا ہے جو سب سے زیادہ خدا سے ڈرتا ہے اور خدا سے ڈرنے کے نتیجہ میں خدا سے دور نہیں جا رہا بلکہ خدا کی طرف آ رہا ہے۔ پس ڈرنے کا یہ مفہوم ہے جو ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیئے۔

خدا سے ڈرنے کا مطلب

یہ ہے کہ خدا جن باتوں سے دور ہوتا ہے، جن باتوں کے نتیجہ میں تمہیں پرے پھینک دیتا ہے یا تم اس سے پرے ہٹ جاتے ہو ان باتوں سے ڈرو تو تم خدا کی طرف دوڑو گے اور یہی تقویٰ کا مضمون ہے۔ یہی تبتل کا مضمون ہے جس کے مختلف پہلو اس آیت کریمہ میں بیان ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالےٰ سورۃ طور آیت ۴۴ میں فرماتا ہے۔

اَمْ لَھُمْ اِلٰہٌ غَیْرُ اللّٰہِ ط سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ه

کیا ان کے لئے اللہ کے سوا کوئی معبود ہے بھی؟ ہے کون؟ ساری کائنات خدا کے سوا خالی پڑی ہے۔ سُبْحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ۔ اللہ ان باتوں سے بہت پاک ہے جن باتوں کا وہ شرک کرتے ہیں یعنی ہر قسم کے شرک کے مضمون سے اللہ تعالےٰ منزہ ہے اور پاک ہے اور اس کا شریک ہو ہی نہیں سکتا۔ اس لئے شرک محض خلا کا ہے۔ جہالت کا ہے۔ کچھ بھی نہیں ہے۔ یونہی فرضی باتیں ہیں اس کے سوا کوئی بھی حقیقت نہیں۔ سبحان اللہ عما یشرکون۔ اللہ ان باتوں سے بہت بلند ہے جن باتوں میں اس کا شریک ٹھہرایا جا رہا ہے۔ سبحان کا یہ مضمون تفصیل کے ساتھ اب دوسری طرح سورۃ الروم میں کھول رہا ہے۔ یہاں فرمایا: سبحان اللہ۔ اللہ تعالےٰ ان باتوں سے پاک ہے جن میں شرک ٹھہرایا جا رہا ہے۔ وہ کونسی باتیں ہیں؟ ان باتوں کو یہ آیت کھولتی ہے۔ فرمایا:

فَسُبْحٰنَ اللّٰہِ حِیْنَ تُمْسُوْنَ وَحِیْنَ تُصْبِحُوْنَ ه

(سورۃ الروم: آیت ۱۸)

اللہ کی ذات کی پاکیزگی، اس کی سبحانیت اس طرح تم پر کھلتی چلی جائے گی کہ جب تم صبح میں داخل ہو رہے ہو اور غور کرو تو صبح ہے ہی خدا کی۔ اس کے سوا کوئی نہیں ہے جو اندھیرے سے روشنی میں لانے والا ہو۔ جب دن کی سختیوں سے رات کے آرام میں داخل ہو رہے ہو تو اس وقت بھی تمہیں یہی دکھائی دے گا کہ اللہ کے سوا اور کچھ بھی نہیں ہے۔ وَحِیْنَ تُظْھِرُوْنَ اور جب تم ظہر کے وقت قیلولہ کرتے ہو یا دھوپ کی سختی سے درختوں کے سائے میں آتے ہو یا دن کی سردی سے دوپہر کی دھوپ میں آرام پاتے ہو تو ہر حالت میں تمہیں یہ دکھائی دے گا کہ وہ جو ناظر ہے اسی کی ذات میں پناہ ہے۔ اسی نے پناہ کا نظام قائم فرمایا ہے۔ اسی کا قانون ہے جو صبح بھی جاری ہے اور شام کو بھی جاری ہے اور دوپہر کو بھی جاری ہے تو سبحان کا مضمون بنتا ہے کہ ان میں صرف ایک خدا ہی ہے اور خدا کے سوا کسی کا دخل ہی نہیں ہے۔ اب دنیا میں ایک دہریہ سائنس دان بھی یہ کہنے پر تو بہرحال مجبور ہے کہ اس نظام کائنات میں کسی اور کا ہاتھ نہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اللہ کا بھی نہیں لیکن اس کا جھوٹ تو بالبداہت واضح ہے لیکن یہ تو اقرار کرتے ہیں کہ کوئی اور بہرحال نہیں۔ آئن سٹائن نے جب اس بات پر غور کیا تو وہ ان معنوں میں ضرور خدا کا قائل ہو گیا کہ ایسا کامل نظام کائنات میں ایسا توازن اتنا خوبصورت توازن خدا کے سوا ہو نہیں سکتا۔ پس ان خدا دانوں میں سے وہ بھی ہے جن کو دن اور رات پر غور کرنے کے نتیجہ میں خدا کے متعلق اتنا سا علم تو ضرور ہو گیا کہ اس کائنات کا ایک پیدا کرنے والا ضرور ہونا چاہیئے لیکن آئن سٹائن نے یہ نہیں کہا کہ صرف پیدا کرنے والا، وہ یہاں نہیں ٹھہرا بلکہ یہ جانتا ہے کہ اس کو MAINTAIN کرنے والا بھی ہے کیونکہ پیدا کر کے بھول جانے والا تو اس بات کا ضامن نہیں ہے کہ آئندہ یہ نظام اسی طرح جاری رہے۔ پس آئن سٹائن کے اس فقرے سے مجھ پر یہ تأثر ہوا کہ اتنا صاحب عقل ضرور تھا کہ کائنات پر غور کرنے کے نتیجہ میں ایک خالق کو ہی نہیں پہچانا بلکہ ایسے خالق کو پہچانا جس کا جاری نظام میں دخل ہے اور وہ اسی بات پر نگران ہے کہ یہ توازن نہ بگڑے۔ پس اللہ تعالےٰ کی طرف تبتل کائنات پر غور کے نتیجہ میں بھی ہو سکتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ غور کے نتیجہ میں تبتل نصیب ہو۔ جب تک فطرت سے یہ آواز بلند نہ ہو کہ ہاں اے خالق! ہم تجھے پہچان گئے۔ تیرے سوا کوئی نہیں۔ اس وقت تک خدا کی ہستی کا یہ یقین عقل کی نشاندھی کرنے والا ایک معمولی سا مضمون تو ہے یعنی یقین اس بات کی نشاندھی تو کرتا ہے کہ صاحب عقل ہے لیکن ان اُولُوا الالباب میں داخل نہیں ہے جو پھر اگلا قدم اٹھاتے ہیں اور اس کائنات سے ہٹ کر اس کے ورا جو ہستی ہے جس نے سب کچھ پیدا کیا ہے اس کی طرف ان کی توجہ مائل ہوتی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کا صاحب ایمان ہونا ضروری ہے۔ پس تبتل کی مختلف قسمیں ہیں۔ آئندہ خطبہ میں بھی تبتل کے مضمون پر انشاء اللہ مزید روشنی ڈالوں گا اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی احادیث کے حوالے سے ان آیات کی اور تشریحات آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ اب چونکہ وقت ختم ہو رہا ہے اس لئے اجازت چاہتا ہوں۔

نوٹ: مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ مندرجہ بالا خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

درخواست دعا

میرے بہنوئی بشارت احمد خاں صاحب آف جرمنی بوجہ پیٹ کی تکلیف بیمار ہیں مکمل شفایابی کے لئے احباب سے دعا کی درخواست ہے۔ بشیر الدین کارکن فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان

حاصل مطالعہ

از مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب مبلغ سلسلہ مقیم جڑچرلہ (آندھرا)

—(۱)—

جماعت اسلامی مسلسل جھوٹ بول رہی ہے (بیان فاروق مودودی)

ا۔ اس وقت کراچی پاکستان سے شائع ہونے والا مشہور ماہنامہ رسالہ پاکیشیا (PAKASIA) شمارہ بابت ماہ ستمبر ۱۹۹۱ء کا موجود ہے اس رسالہ کے اندر جماعت اسلامی کے بانی مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کے ایک بیٹے فاروق مودودی سے ادارہ کی طرف سے درج ذیل عنوان "ایک طمانچہ" ایک دستاویز" کے تحت، ایک دلچسپ انٹرویو مع تصویر (فاروق مودودی کے) شائع کیا گیا ہے معلومات میں اضافہ اور ضیافت طبع کی خاطر اس انٹرویو میں فاروق مودودی سے پوچھے گئے چند ایک سوالات اور اُن کے جوابات نقل کئے دیتا ہوں۔ وھو الموفق۔

سوال :۔ جماعت اسلامی کی قیادت، قیام پاکستان کے لئے مفکر پاکستان علامہ اقبال اور بانی پاکستان، حضرت قائد اعظم محمد علی جناح کی مثالی خدمات کے ساتھ مولانا مودودی کی قلمی خدمات کو بھی بڑے فخر سے پیش کرتی ہے۔ جبکہ بعض حلقے اس کی نفی کرتے ہیں۔ آپ اس بارہ میں کیا کہنا پسند کریں گے ؟

جواب :۔ .... مولانا مودودی کی قیام پاکستان کے لئے جدوجہد ایک ایسا جھوٹ ہے جو جماعت کی ساری قیادت پوری ڈھٹائی کے ساتھ بول رہی ہے۔ ورنہ قیام پاکستان کے بعد بھی مولانا مودودی کی تحریریں اور تقریریں چھپی ہوئی موجود ہیں جن میں انہوں نے پاکستان کو " ناپاکستان" "مرکب حماقت" اور مسلم لیگ کی قیادت کو " ناکام قیادت" کہا۔

سوال :۔ بعض حلقوں کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ مولانا بے پناہ علمی و دینی مصروفیات کی بناء پر اولاد کی صحیح طرح سے تربیت نہ کر سکے۔ جس کے باعث ان کا کوئی بچہ بھی ان کا جانشین نہ بن سکا اس بارہ میں آپ کیا کہنا پسند کریں گے ؟

جواب :۔ بھئی اگر کوئی شخص اپنے گھر والوں کو قائل نہ کر سکے تو دوسروں کو کیسے قائل کر سکتا ہے۔ یہ سراسر جماعت اسلامی والوں کا پروپیگنڈا ہے۔

(بحوالہ ماہنامہ پاکیشیا (PAKASIA) کراچی ستمبر ۱۹۹۱ء صفحہ ۳۰ تا صفحہ ۳۱)

—(۲)—

"قرآن ہی چھوڑ دوں گا" — "نماز نہیں پڑھوں گا"

احمدیت کی مخالفت نے کیا کیا رنگ دکھلایا ہے اس کی ایک مثال مولوی محمد حسین بٹالوی کی ہے۔ ان صاحب سے امام صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک مباحثہ ۲۰ سے ۲۹ر جولائی ۱۸۹۱ء تک ہوا۔ مباحثہ کی روئیداد 'الحق' لدھیانہ کے نام سے کتاب میں محفوظ ہے۔ حضرت پیر سراج الحق صاحب نعمانی کی شہادت ہے کہ :۔

" مولوی محمد حسین بٹالوی نے مباحثہ کے ایام میں یہاں تک کہہ ڈالا تھا کہ اگر قرآن سے مرزا صاحب کا دعویٰ ثابت ہو جائے تو میں قرآن ہی چھوڑ دوں گا۔"

(تذکرۃ المہدی حصہ اوّل صفحہ ۲۳۰ بحوالہ تاریخ احمدیت جلد دوم صفحہ ۲۳۹ حاشیہ)

اس سے تقریباً تیس سال بعد کا ایک اور واقعہ ہے حضرت مصلح موعودؓ سیالکوٹ (اپریل ۱۹۲۰ء) تشریف لے گئے اس وقت مولوی سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے ایک جمعیت کے ساتھ وہاں ہنگامہ کیا جس پر پولیس نے انہیں ہال سے باہر نکال دیا وہ باہر نکل کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور حضور کی نسبت غیر شریفانہ الفاظ نکال رہے تھے انہوں نے غیظ و غضب کے عالم میں یہاں تک کہہ ڈالا :....

" آج میں مصروف جہاد ہوں اور مرنے مارنے پر تیار ہوں نماز نہیں پڑھوں گا بلکہ اس کو جو خلیفہ بنا ہوا ہے زندہ نہیں نکلنے دوں گا۔"

(بحوالہ تاریخ احمدیت جلد پنجم صفحہ ۲۴۱)

اللہ برتر نے سچ فرمایا ہے فَلَا صَدَّقَ وَلَا صَلّٰى ۝ وَلٰكِنْ كَذَّبَ وَتَوَلّٰى ۝ ثُمَّ ذَهَبَ اِلٰۤى اَهْلِهٖ يَتَمَطّٰى ۝ (القیامۃ ع ۲ پ ۲۹)

ترجمہ :۔ پس کیا ہوا کہ ایسے شخص نے نہ صدقہ دیا نہ نماز پڑھی بلکہ حق کو جھٹلاتا رہا اور اس سے پیٹھ پھیری اور اس کے بعد شرمندہ ہونے کی بجائے اپنے گھر والوں کی طرف فخر سے اکڑتا ہوا چلا گیا۔

(۳)

دیوبندی فتویٰ۔ اپنے ہی سر پر طمانچہ

ایک شخص نے دارالافتاء دیوبند میں ایک سوال کچھ اس طرح سے لکھ کر بھیجا۔

سوال :۔ کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اگر کوئی عالم دین "فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا" کی تشریح اور اس سے درج ذیل نتائج اخذ کرتے ہوئے اس طرح کہئے :۔

اقتباس نمبر (۱) ۔ " یہ دعویٰ تخیل یا وجدان محض کی حد سے گزر کر ایک شرعی دعویٰ کی حیثیت میں آجاتا ہے کہ مریم عذرا کے سامنے جس شبیہ مبارک اور بشر سوی نے نمایاں ہو کر پھونک ماری وہ شبیہ محمدی تھی۔ اس ثابت شدہ دعویٰ سے مبیّن طریق پر خود بخود کھل جاتا ہے کہ حضرت مریم رضی اللہ عنہا اس شبیہ مبارک کے سامنے بمنزلہ زوجہ کے تھیں جبکہ اس کے تصرف سے حاملہ ہوئیں۔

اقتباس نمبر (۲) ۔ " پس حضرت مسیح کی ابنیت کے ایک دعویدار ہم بھی ہیں مگر ابن اللہ مان کر نہیں بلکہ ابن احمد کہہ کر خواہ وہ ابنیت تمثالی ہو۔"

اقتباس نمبر (۳) ۔ " حضور تو بنی اسماعیل میں پیدا ہو کر کل انبیاء کے خاتم قرار پائے اور عیسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں پیدا ہو کر اسرائیلی انبیاء کے خاتم کئے گئے جس سے ختم نبوت کے منصب میں یک گونہ مشابہت پیدا ہو گئی "الولدُ سرٌّ لابیہ" ؟

اقتباس نمبر (۴) ۔ بہرحال اگر خاتمیت میں حضرت مسیح علیہ السلام کو حضور سے کامل مناسبت دی گئی جس سے صاف ظاہر ہو جاتا ہے کہ حضرت عیسوی کو بارگاہ محمدی سے خَلقاً و خُلقاً و مقاماً ایسی مناسبت ہے جیسی کہ ایک چیز کے دو شریکوں یا باپ بیٹوں میں ہونی چاہیئے۔" براہ کرم مندرجہ بالا اقتباسات کے متعلق قرآن و حدیث کی روشنی میں دیکھتے ہوئے اس کی صحت یا عدم صحت کو ظاہر کر کے بتائیں کہ ایسا شرعی دعویٰ کرنے والا اہل سنت والجماعت کے نزدیک کیسا ہے ؟ (المستفتی)

الجواب :۔ جو اقتباسات سوال میں نقل کئے گئے ہیں اس کا قائل قرآن عزیز کی آیات میں تحریف کر رہا ہے۔ بلکہ در پردہ قرآنی آیات کی تکذیب اور انکار کر رہا ہے۔ جملہ مفسرین نے تفاسیر میں تصریح کی کہ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے جو مریم علیہا السلام کی طرف بھیجے گئے تھے وہ شبیہ محمدیؐ نہیں تھی۔ آنحضرتؐ اور صحابہ کرام نے کبھی یہ نہ سمجھا کہ اِنَّ مَثَلَ عِيْسٰى عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ كَلِمَتُهٗۤ اَلْقٰهَاۤ اِلٰى مَرْيَمَ وَرُوْحٌ مِّنْهُ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَيْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا۔ (الی قولہ) فَقَالَ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗۤ اٰيَةً لِّلنَّاسِ (الی آخر الآیت) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَاۤ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ کے قائل تھے۔ اور اس پر اجماع امت ہے کہ وہ فرشتہ تھا جو حضرت مریم کو خوشخبری سنانے آیا تھا۔ شخص مذکور ملحد بے دین ہے عیسائیت و نادیانیت کی روح اس کے جسم میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ اور اس ضمن میں عیسائیت کے عقیدے عیسیٰ ابن اللہ کو ثابت کرنا چاہتا ہے جس کی تردید علی راس الاشہاد قرآن نے کی ہے نیز لَا تُطْرُوْنِیْ كَمَاۤ اَطْرَتِ النَّصَارٰى فِیْ عِيْسَى بْنِ مَرْيَمَ حدیث بیانگ دہل شخص مذکور کی تردید کرتی ہے۔

الحاصل :۔ یہ اقتباسات قرآن و حدیث و جملہ مفسرین اور اجماع امت کے خلاف ہیں مسلمانوں کو ہرگز اس طرف کان لگانا نہ چاہیئے بلکہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کرنا چاہیئے۔ جب تک توبہ نہ کرے (سید مہدی حسن مفتی دارالعلوم دیوبند)

نوٹ :۔ اب سنئے کہ عبارت کس کتاب کی ہے اور کس عالم کے قلم سے یہ باتیں نکلی ہیں۔ "اسلام اور مغربی تہذیب" کے عنوان سے قاری طیب علی صاحب مہتمم دارالعلوم کی ایک نئی کتاب چھپی ہے اُس سے یہ اقتباسات لئے گئے ہیں اور انہی اقتباسات پر دارالعلوم دیوبند کے مفتی صاحب نے یہ فتویٰ دیا ہے کہ ایسے عقیدے والے کا بائیکاٹ کیا جانا چاہیئے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔"

(بحوالہ دعوت سہ روزہ ایڈیشن ۲۳ر دسمبر ۱۹۶۲ء صفحہ ۱) (بحوالہ کتاب مسلک دیوبند مصنفہ مولانا ابوالفضل سید محمود قادری ص ۱۰۴، ۱۱۱ مطبوعہ حیدرآباد)

قاہرہ میں تبلیغی سرگرمیاں

از مکرم رفیق احمد صاحب ناصر سکالر قاہرہ یونیورسٹی ۔ مصر

ایک عرصہ سے میں قاہرہ یونیورسٹی میں زیر تعلیم ہوں۔ اس لئے اس دوران زبان پر کسی نہ کسی رنگ میں تبلیغ کا موقعہ ملتا رہتا ہے۔ جہاں پر بلاواسطہ ان عربی طالبعلموں یا دوسرے احباب سے جماعت کے بارے میں گفتگو کرنے کی نوبت آتی رہی ہے۔ امسال میں اور میری اہلیہ (جو خود بھی مصری نژاد ہیں انہیں چند سال قبل برطانیہ میں ہی احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی تھی) نے مل کر میرے جاننے والے بہت سے دوستوں اور ان کے خاندان کے گھر جاکر کافی دیر تک انہیں جماعت احمدیہ کے بارے میں تفصیل سے بتایا مصر میں کیونکہ حکومت وقت کے خوف سے تمام مذہبی فرقوں کے لوگ اپنی اپنی کتب کو بظاہر تقسیم نہیں کر سکتے ہیں لیکن تبلیغ کے لئے یہ ضروری ہے کہ ان احباب کے لئے تحریری لٹریچر مہیا کیا جائے۔ اور ہمارے پاس یہ لٹریچر موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اسی غرض کے لئے ہم دونوں نے اپنے ہاتھ سے لمبے لمبے عربی زبان میں کچھ آرٹیکل لکھے اور ان کی فوٹو کاپیاں کروا کر ان دوستوں کو پڑھنے کے لئے دیں۔ بعض دوستوں کو تو اس سے قبل جماعت احمدیہ کے بارے میں بالکل ہی نہیں معلوم تھا۔

تبلیغی غرض سے جو اہم واقعات اس دوران رونما ہوئے ان میں سے کچھ دلچسپی کے لائق بھی ہیں۔ سعودی عرب میں موجود رابطہ عالم اسلامی کی طرح ایک تحریک "رابطہ ادب اسلامی" کے نام سے قائم کی گئی ہے جس کی بنیاد ہندوستان کے علامہ ابوالحسن علی ندوی نے سعودی انتظامیہ سے مل کر اسلامی ادب کو فروغ دینے کے لئے ۸۰ کی دہائی میں مکہ میں قائم کی اور اس کا مستقل ہیڈ کوارٹر جارڈن کے دارالحکومت عمان میں ہے۔ اور اپنی اس تنظیم میں تال میل اور حرکت پیدا کرنے کی غرض سے عالم اسلامی کے جید علماء کی ہر سال کسی ملک میں سہ روزہ کانفرنس ہوتی ہے جس میں مختلف موضوعات پر تقریریں ہوتی ہیں۔ سیمینار منعقد کئے جاتے ہیں۔ انٹرنیشنل علماء کا تعارف اور تبادلہ خیال ہوتا ہے اسی طرح اس سال یہ عالمی کانفرنس قاہرہ میں منعقد ہوئی اور ہماری ایمبیسی میں بھی یہ دعوت بھجوائی گئی کہ علماء کا گروپ بھجوایا جائے۔ ایمبیسی کی طرف کلچرل اتاشی نے جو بذات خود ایک ڈاکٹر مسلم خاندان سے تعلق رکھتی ہیں مجھ کو جانے کے لئے کہا ہم نے ان سیمینار میں شرکت کی مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ڈاکٹرز سے ملاقات کی اور تبادلہ خیالات کیا۔ تیسرے دن ایک عربی مشاعرہ تھا جس میں بڑے بڑے جید علماء اور شعراء حصہ لے رہے تھے۔ میں نے بھی اس میں شرکت کی غرض سے اس میں اپنا نام پیش کر دیا۔ سیکرٹری جو کسی وجہ سے میرا نام اس میں شامل کرنا نہیں چاہتا تھا۔ بالآخر صدر صاحب نے مجھ کو آخر میں ۱۲ویں نمبر پر اجازت دی اور یہ خدائی تصرف تھا کہ اگر سیکرٹری صاحب مجھ کو پہلے سے اجازت دیتے تو ہو سکتا تھا کہ وہ مقبولیت اس قصیدے کو حاصل نہیں ہوتی جو آخر میں ہوئی۔ میں نے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مختصر تعارف کروایا جنہوں نے اس عربی قصیدے "یا عین فیض اللہ والعرفان" کو لکھا تھا۔ خوش الحانی سے اس قصیدے کو ۲۰ منٹ تک پڑھ کر تمام سامعین کے دل موہ لیے گئے۔ اور انہوں نے آخر میں دیر تک تالیاں بجا کر حوصلہ افزائی کی اور مشاعرہ میں بیٹھے علماء نے اور مجلس شوریٰ سعودی عرب کے سپیکر ڈاکٹر ترکی نے خاص طور پر سلام کیا۔ یہ کارروائی چونکہ ٹی وی اور ریڈیو پر نشر کی گئی اس لئے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حضور کا یہ عربی قصیدہ ان حکومتی اداروں سے ان کی منظوری سے سامعین کے افادہ کے لئے نشر کیا گیا اور دوسری مرتبہ پھر یہ قصیدہ ماہ رمضان میں ریڈیو پر نشر کیا گیا۔ فالحمد للہ،

ماہ رمضان میں ازہر اور وزارۃ اوقاف مصر کے تحت ہزاروں کی تعداد میں علماء مختلف ایشین، افریقن، اور مغربی ملکوں میں سرکاری طور پر DEPUTATION پر بھجوائے جاتے ہیں انہیں میں سے چند علماء نائیجیریا گئے اور واپسی پر آکر انہوں نے ایک غلط رپورٹ جماعت احمدیہ نائیجیریا کے بارے میں مصر کے کثیر الاشاعت اخبار "الاھرام" میں شائع کی۔ چونکہ رپورٹ کی تیاری میں ایک مقامی صحافی نے کافی اہم کردار ادا کیا تھا چنانچہ اس صحافی کا پتہ حاصل کر کے ہم ان کے گھر گئے اور تقریباً ۲ گھنٹے تک اس سے تبادلہ خیالات کیا اور جماعت کی حقیقت کے بارے میں بیان کیا اور ایک آرٹیکل لکھ کر دیا تاکہ وہ انصاف کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کو بھی شائع کروائے جس کا اس نے وعدہ کیا اور (امید ہے کہ وہ شائع ہو گیا ہوگا) کیونکہ اس کے بعد ہم یہاں لندن آ گئے ہیں)۔

مصر میں ایک جماعت جماعت انصار السنۃ المحمدیۃ" جو اسلام کی تبلیغی خدمات میں کافی اہم کردار ادا کرتی ہے۔ ان کا ایک ماہانہ رسالہ "التوحید" کے نام سے نکلتا ہے۔ مختلف قسم کے مسائل کو حل کرنے اور سوالات کے جواب دینے کے لئے ان کی ایک دار الافتاء نام کی کمیٹی ہے۔ اس کمیٹی سے پوچھے گئے جماعت احمدیہ کے بارے میں ایک سوال کے جواب میں انہوں نے ہوسس جماعت کے بارے مختلف قسم کے اتہامات لگا کر اپنے اس رسالہ میں شائع کر دیئے کہ مرزا غلام احمد نے نبوت کا دعویٰ کیا جہاد سے انکار کیا اور ہندوستان کے ایک اہل سنت والجماعت کے شیخ سے مباحثہ کے نتیجہ میں ہیضہ سے فوت ہوئے اور سعودی عرب نے اپنے فتویٰ کی زور سے انہیں کافر قرار دیا ہے۔ وغیرہ جب یہ رسالہ میری نظروں سے گزرا تو یقیناً ہمارے دلوں نے اس بات پر آنسو بہائے چنانچہ ہم دونوں نے یہ پروگرام بنایا کہ اس کمیٹی کے ممبران سے جاکر بذات خود مل کر تمام حقیقت واضح کرنی ہے۔ چنانچہ ہم نے پہلے سے APPOINTMENT لے کر ان کے ہیڈ کوارٹر میں گئے جہاں پر تقریباً ۲ ۱/۲ گھنٹے تک ایک لمبی بات چیت ہوئی۔ جس میں بہت سے پہلوؤں پر تفصیلی وضاحتی گفتگو ہوئی۔ اور اللہ کے فضل سے انہیں حقائق سے آگاہ کرنے کی توفیق ملی۔ دوران گفتگو انہوں نے بار بار یہ اعتراف کیا کہ حقیقت میں تمہارا قرآن و حدیث پر کافی مطالعہ ہے اور حوالہ جات یاد ہیں۔ کیونکہ ہم نے ان سے قرآن اور احادیث و صلحاء کے اقوال سے ہی بحث کی تھی، آخر میں جاتے جاتے انہوں نے ہمیں اپنا کچھ لٹریچر بھی پڑھنے کو دیا جن میں سے ایک ضخیم کتاب ہندوستان میں جماعت تبلیغ کے چند معروف "شیوخ" کی سیرت پر مبنی تھی اور یہ وہی شیوخ تھے جو حضرت مرزا صاحب کے ہم عصر تھے۔ اور ان میں سے ایک شیخ انہیں کی اس کتابی تحریر کے مطابق ہیضہ سے فوت ہوئے۔ یہ بات ان کے منہ پر ایک کاری چپت تھی کہ جو بات انہوں نے ہوسس جماعت احمدیہ کی طرف غلط رنگ میں پروپیگنڈہ کرتے ہوئے منسوب کی تھی بات اصلیت میں ان کے اپنے ان شیخوں میں سے ایک شیخ پر حقاً ثابت ہوئی جس کی گواہی ان کی اپنی کتب سے مل گئی۔

اس ضخیم کتاب کے مؤلف ایک پاکستانی ڈاکٹر عبدالخالق پیرزادہ تھے جو لاہور کی شاہی مسجد کے امام مولوی عبدالقادر کے سگے بھائی ہیں اور یہاں قاہرہ میں ازہر یونیورسٹی میں لیکچرار ہیں۔ پاکستان ایمبیسی سے ان کا ایڈریس لے کر ان کو فون کر کے ان سے APPOINTMENT لی اور پھر ان کے گھر جاکر ان سے تقریباً تین گھنٹے تک تفصیلی گفتگو کی اور ان کو جماعت احمدیہ کی حقیقت بتائی لیکن دوران گفتگو انہوں نے بتایا کہ وہ تقریباً ۲۰/۱۵ سال قبل جاکر ربوہ میں (باقی صفحہ ۱۲ پر)

”کیوں غضب بھڑکا خدا کا مجھ سے پوچھو غافلو“

(درثمین)

از مکرم مولوی محمد کلیم خان صاحب فتحپوری مبلغ سلسلہ بنگلور

باتے میری قوم نے تکذیب کر کے کیا کیا
زلزلوں سے ہو گئے صدہا مساکن مثلِ غار
(مسیح موعودؑ)

مہاراشٹرا کے لاتور ضلع کے لئے ۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء کی صبح انتہائی ہولناک ثابت ہوئی۔ پہلے ہی ہندوستان میں عذاب کے اوپر عذاب آرہے ہیں، چند مہینے قبل بمبئی، ایودھیا، احمد آباد کے فسادات کے نتیجہ میں ہزاروں لوگ موت کا لقمہ بن گئے۔ اور اب حالیہ زلزلہ میں ... ۳۰ ہزار سے زائد افراد موت کا شکار ہو گئے۔ اور ڈیڑھ لاکھ افراد بے گھر ہو گئے کئی آبادیاں ویران ہو گئیں ہزاروں مکانات پیوند زمین ہو گئے اس المیہ پر بچہ بچہ خون کے آنسو بہا رہا ہے۔ الغرض زلزلہ نے قیامت خیز تباہی مچائی ہے۔

ایسی تباہیاں کیوں آتی ہیں؟ کیا خدا تعالےٰ (نعوذ باللہ) ظالم ہے؟ کیا خدا اپنی مخلوق کو ہلاک ہوتے دیکھ کر خوش ہوتا ہے یا انہیں دکھ میں دیکھنا پسند فرماتا ہے؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ تو رحیم و کریم ہے اور اپنی مخلوق سے بے انتہا محبت کرتا ہے تو پھر غور کا مقام ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ۔

ترجمہ: اور ہم اس وقت تک عذاب نہیں دیتے جب تک کہ کوئی رسول نہ مبعوث کریں۔

مندرجہ بالا ارشادِ خداوندی کے مطابق عذاب اُسی وقت آتے ہیں جبکہ اس سے پہلے اللہ تعالیٰ اپنے کسی مامور کو مبعوث کر چکا ہوتا ہے۔ وہ مامور من اللہ لوگوں کو آنے والے عذاب سے ہوشیار کرتا ہے اور اتمام حجت کرتا ہے۔ مگر بجائے اس کے کہ لوگ اس کی آواز پر لبیک کہیں مخالفت پر اتر آتے ہیں اس مامور کو اُس کے متبعین کو ظلم و ستم کا نشانہ بنانے لگتے ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ذٰلِكَ اَنْ لَّمْ يَكُنْ رَّبُّكَ مُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا غٰفِلُوْنَ (الانعام آیۃ ۱۳۲)

ترجمہ: یہ رسولوں کا بھیجنا اس سبب سے تھا کہ تیرا رب شہروں کو ان کے باشندوں کو غافل ہونے کی حالت میں ظلم کے ساتھ تباہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ پہلے اللہ تعالیٰ نبی کو بھیجتا ہے اور وہ نبی آکر لوگوں کو ان کے برے عملوں کی وجہ سے آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے۔ مگر پھر بھی لوگ اُس کا مذاق اڑاتے ہیں تو پھر خدا کا عذاب نازل ہونا شروع ہوتا ہے۔ زلزلوں پر زلزلے آتے ہیں۔ تباہیوں پر تباہیاں آتی ہیں۔ عصر حاضر میں لگاتار تباہیاں ہو رہی ہیں اور قرآن کریم کے مطابق اس وقت خدائی عذاب آتے ہیں جبکہ اس سے پہلے کوئی مامور من اللہ آچکا ہوتا ہے۔

اس زمانے میں جس آنے والے امام مہدی کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دی تھی وہ امام مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی شکل میں چودھویں صدی ہجری کے آغاز میں بحکم الٰہی ظاہر ہو چکے اور تمام ادیان کے سامنے اپنی صداقت کو بیّن دلائل سے ثابت فرمایا کہ میں ہندوؤں کے لئے کلکی اوتار بن کر آیا ہوں۔ عیسائیوں کے لئے مثیل مسیح بن کر مبعوث ہوا ہوں۔ اور مسلمانوں کے لئے امام مہدی بن کر ظاہر کیا گیا ہوں مگر افسوس کہ تمام اقوام نے مخالفت کی اور بالآخر خدائی عذاب کا وقت آہی پہنچا۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

” یاد رہے خدا نے مجھے عام طور پر زلزلوں کی خبر دی ہے۔ پس یقیناً سمجھو کہ جیسا کہ پیشگوئی کے مطابق امریکہ میں زلزلے آئے ایسا ہی یورپ میں آئے اور نیز ایشیا کے مختلف مقامات پر آئیں گے۔ بعض اُن میں قیامت کا نمونہ ہوں گے اور اس قدر موت ہوگی کہ خون کی نہریں چلیں گی۔ اِس موت سے چرند پرند باہر نہیں ہونگے اور زمین پر اس قدر موت اور تباہی آئیگی کہ اس روز کہ انسان پیدا ہوا ایسی تباہی کبھی نہیں آئی ہوگی اور اکثر مقامات زیروزبر ہو جائیں گے کہ گویا اُن میں کبھی آبادی نہ تھی ..... اگر میں نہ آیا ہوتا تو ان بلاؤں میں کچھ تاخیر ہو جاتی مگر میرے آنے کے ساتھ خدا کے غضب کے وہ مخفی ارادے جو ایک بڑی مدت سے مخفی تھے ظاہر ہو گئے۔ جیسا کہ خدا نے فرمایا۔ وَمَا كُنَّا مُعَذِّبِيْنَ حَتّٰى نَبْعَثَ رَسُوْلًا ..... اور توبہ کرنے والے امان پائیں گے اور جو بلا سے پہلے ڈرتے ہیں اُن پر رحم کیا جائیگا۔ کیا تم خیال کرتے ہو کہ تم اُن زلزلوں سے امن میں رہو گے یا تم اپنی تدبیروں سے اپنے تئیں بچا سکتے ہو؟ ہرگز نہیں یہ مت خیال کرو کہ امریکہ وغیرہ میں سخت زلزلے آئے اور تمہارا ملک ان سے محفوظ ہے میں تو دیکھتا ہوں کہ اُن سے زیادہ مصیبت کا منہ دیکھو گے۔“

(حقیقۃ الوحی)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مندرجہ بالا پیشگوئی کے بعد لگاتار ہندوستان کے صوبوں میں عذاب آتے رہے خواہ زلزلے کی شکل میں ہوں یا اور طریق پر اس وقت سے آج تک جو زلزلے صرف ہندوستان میں آئے ان کا اجمالی خاکہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے (جبکہ بیرون ممالک اس میں شامل نہیں ہیں)

۱۹۰۵ء	کانگڑا میں زلزلہ آیا
۱۹۱۸ء	آسام میں زلزلہ آیا
۱۹۳۰ء	آسام میں زلزلہ آیا
۱۹۳۵ء	کوئٹہ 〃 〃 〃
۱۹۳۴ء	ہند نیپال سرحد 〃 〃
۱۹۳۸ء	مدھیہ پردیش 〃 〃
۱۹۴۱ء	انڈیمان کے قریب 〃 〃
۱۹۵۰ء	آسام میں 〃 〃
۱۹۶۶ء	ہند نیپال سرحد میں 〃 〃
۱۹۶۷ء	مہاراشٹرا (کوئنا) 〃 〃 〃
۱۹۶۹ء	بھدرا چیلم 〃 〃 〃
۱۹۷۵ء	ہماچل پردیش 〃 〃 〃
۱۹۸۷ء	ہماچل 〃 〃 〃 〃
۱۹۸۸ء	بہار 〃 〃 〃 〃
۱۹۹۱ء	اترکاشی (بہار) 〃 〃 〃 〃
۱۹۹۳ء	وادی کشمیر 〃 〃 〃
۱۹۹۳ء	لاتور عثمان آباد (مہاراشٹرا)

(۳۰ ستمبر ۱۹۹۳ء)

(بحوالہ روزنامہ سالار ۱/۱۰/۹۳ اور ۳/۱۰/۹۳ بنگلور)

مامور زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا لوگوں نے انکار کیا اس وجہ سے خدائی عذاب نازل ہونے شروع ہو گئے ہیں معلوم نہیں مستقبل قریب یا بعید میں کیا کیا بلائیں نازل ہونے والی ہیں قبل اس کے کہ وہ بلائیں نازل ہوں اور قیامت کا نمونہ دکھائیں آؤ توبہ و استغفار کرتے ہوئے امام الزمان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعودؑ کے دامن سے وابستہ ہو جاؤ۔ اللہ تعالےٰ کا وعدہ ہے کہ جو قوم توبہ اور استغفار سے کام لیتی ہے وہ عذاب سے نجات پاتی ہے۔ جیسا کہ فرمایا:۔

وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَ هُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ

(انفال آیت ۳۴)

ترجمہ:۔ اور نہ اللہ ایسی حالت میں عذاب دے سکتا ہے جبکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

پس اب بھی توبہ کا وقت ہے۔ اپنے ماضی سے سبق سیکھو اور اپنی عاقبت کی فکر کرو اور وقت کے امام کو پہچانو اور اس کے سلسلہ بیعت میں گذشتہ تمام گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے شامل ہو جاؤ۔ اسی سے کل عالم کی نجات وابستہ ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں

”میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ملک کی نوبت بھی قریب آتی جاتی ہے نوحؑ کا زمانہ تمہاری آنکھوں کے سامنے آجائیگا اور لوطؑ کی زمین کا واقعہ تم بچشم خود دیکھو گے۔ مگر خدا غضب میں دھیما ہے توبہ کرو تا تم پر رحم کیا جائے جو خدا کو چھوڑتا ہے وہ ایک کیڑا ہے نہ کہ آدمی اور جو اُس سے نہیں ڈرتا وہ مُردہ ہے نہ کہ زندہ (حقیقۃ الوحی)

٭

ہم اللہ اور رسول کی مسلسل نافرمانی کرتے ہیں تو کیسے کامیاب ہونگے۔ مولانا مدنی

علمائے کرام میں بگاڑ آگیا ہے اس لئے عام مسلمانوں میں بھی بگاڑ آگیا ہے۔ مولانا محمد طاہر

(اسٹاف رپورٹر) گزشتہ ۱۸ اور ۱۹ جولائی کو مغربی بنگال کے امیر شریعت مولانا محمد طاہر کی دعوت پر امارت شرعیہ مغربی بنگال کا دو روزہ اجلاس جامعہ مدنیہ اسلامیہ مدنی نگر میں منعقد ہوا جس میں ریاست کے مختلف اضلاع ہوڑہ، ہوگلی، بردوان، بیربھوم، مالدہ، مرشد آباد، ندیا اور ۲۴ پرگنہ سے تقریباً ۲۰۰ علمائے کرام نے شرکت کی اور امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی بھی بطور مہمان خصوصی شریک ہوئے۔ الحاج عبد اللہ زبیر پوری نے صدارت کی۔

افتتاحی اجلاس میں امیر شریعت مولانا محمد طاہر نے علمائے کرام کا مقام اور ان کی ذمہ داریاں کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہم کتاب و سنت سے دور ہوتے جا رہے ہیں اور وہ کام ادا کر رہے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو ناپسند ہیں۔ امت کے اس بگاڑ کے ذمہ دار علمائے کرام ہیں جو نبیوں کے وارث ہیں مگر ان کے قول و عمل میں تضاد ہے اسی لئے ہمارے دینی انحطاط اور تنزلی کی ذمہ داری علمائے کرام پر عائد ہوتی ہے۔ امت محمدیہ کے علماء کا درجہ بنی اسرائیل کے پیغمبروں کے برابر ہوتا ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ علمائے کرام میں بگاڑ آگیا ہے اس لئے عام مسلمانوں میں بگاڑ پیدا ہو گیا ہے تفرقے فی الدین انہی بندوں کو عطا ہوتا ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا کرم بے پایاں ہوتا ہے لیکن اس شرف و فضیلت کو علمائے کرام اپنی بے عملی اور بد راہ روی سے خاک میں ملا رہے ہیں۔ دنیا کی محبت میں ہم نے دین کو فراموش کر دیا ہے اور آخرت میں جزا و سزا کا ہمارا تصور کمزور ہو گیا ہے۔ نہی عن المنکر اور امر بالمعروف کا فریضہ ہم پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا گیا ہے مگر اس فریضہ کو ہم نے فراموش کر دیا ہے۔ علمائے کرام بیدار نہیں ہوئے تو مسلمان بھی بیدار نہیں ہونگے اس لئے علمائے کرام سوچیں کہ پچھلی امتیں کیوں تباہی و بربادی سے دوچار ہوئیں۔ علمائے کرام سورۃ والعصر کو خاص طور پر مد نظر رکھیں اور مسلمانوں کو تباہی اور بربادی سے بچائیں اس لئے ضروری ہے کہ علمائے کرام خود اپنی اصلاح کریں۔

> **علماءهم شر من تحت أديم السماء**
>
> (مسیح موعود کے زمانہ میں) ان (مسلمان کہلانے والوں) کے علماء آسمان کے نیچے (تمام مخلوقات میں) بدترین مخلوق ہوں گے۔ (الحدیث)

امیر شریعت مولانا محمد طاہر کے علاوہ مولانا محمد حسام الدین، مولانا محمد صدیق اللہ چودھری اور مولانا عبد السلام رحیمی نے بھی علمائے کرام کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلائیں۔

دوسرے دن ۱۹ جولائی کو امیر الہند مولانا سید اسعد مدنی نے جو گزشتہ رات ہی بذریعہ طیارہ دہلی سے آگئے تھے علمائے کرام کو خطاب فرمایا اور کہا کہ دنیا کی کوئی بھی جماعت یا امت اصولوں پر قائم رہے بغیر ترقی نہیں کر سکتی۔ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کی تعداد صرف ۳۱۳ تھی اور ان کے پاس ہتھیار بھی نہیں تھے لیکن وہ اپنے اصولوں پر قائم تھے اور ایمان و ایقان کو اپنا ہتھیار بنا لیا تھا اس لئے دشمن کے مقابلہ میں کامیاب رہے۔ غزوہ احد میں مسلمانوں کی تعداد دشمنوں سے زیادہ تھی لیکن ایک معمولی اجتہادی غلطی کی وجہ سے مسلمانوں کو وقتی طور پر شکست سے دوچار ہونا پڑا۔ پہاڑی پر متعین ۵۰ صحابہ نے نبی کریم ﷺ کی بات نہیں مانی تو ان کی اس غلطی کا خمیازہ تمام مسلمانوں کو بھگتنا پڑا یہاں تک خود حضور ﷺ بری طرح زخمی ہو گئے اور ان کے شہید ہو جانے کی افواہ پھیل گئی۔ فتح مکہ کے بعد حنین میں صرف چار ہزار دشمنان اسلام سے ۱۲ ہزار مسلمانوں کا مقابلہ ہوا لیکن مسلمان ہار گئے کیونکہ انہوں نے دشمن کو کمزور سمجھا تھا اور اپنی طاقت و قوت کا ان میں غرور پیدا ہو گیا تھا۔ ہم مسلمان دن رات اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتے ہیں تو اللہ کی نصرت و اعانت کی توقع کیسے کر سکتے ہیں۔ ہم لوگوں کی خفگی کے ڈر سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر عمل نہیں کرتے اور ہمارے اندر نفاق پیدا ہو گیا ہے۔

اس موقع پر جمعیۃ علماء مغربی بنگال کی مجلس عاملہ کا بھی اجلاس منعقد ہوا جس میں ریاستی جمعیۃ کو متحرک اور فعال بنانے کے لئے کئی اہم فیصلے کئے گئے۔

(اخبار مشرق ۲۰ ۷/۹۳)

قادیانیوں سے متعلق عدالتی فیصلہ پر پاکستانی اخبار کی تنقید

سپریم کورٹ کے فیصلہ پر عمل آوری سے ملک میں خانہ جنگی کا اندیشہ

نئی دہلی ۱۹ اگست۔ پاکستان میں قادیانی فرقہ عبادت گاہ کو مسجد نہیں کہہ سکتے، اذان نہیں دے سکتے اور مذہبی فرائض کی ادائیگی سے متعلق دیگر اسلامی امور کا استعمال نہیں کر سکتے۔

پاکستانی روزنامہ "فرنٹیئر پوسٹ" کے مطابق [illegible] سپریم کورٹ کی اپیل بینچ نے گزشتہ دنوں ان عذرداریوں کو خارج کرتے ہوئے دیا جن میں ۱۹۸۴ء کے قادیانی آرڈیننس کو آئین کی دفعات ۱۹ اور ۲۵ کے خلاف بتلاتے ہوئے انہیں کالعدم قرار دینے کی درخواست کی گئی تھی۔

یہ آرڈیننس مرحوم ضیاء الحق نے تعزیرات پاکستان میں ترمیم کرتے ہوئے جاری کیا تھا۔ عدالت نے بعض احمدیوں کو کلمہ لکھے بلّے پہننے کے جرم میں سزا دیئے جانے کی کاروائی کو بھی جائز قرار دیا ہے۔

عدالت نے احمدیوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ عبادت گاہ کا اپنا انداز بدل دیں اور انہیں چاہیے کہ فرائض کے لئے اسلامی نام استعمال نہ کریں۔ تاہم جسٹس شفیع الرحمان نے اس آرڈیننس اور تعزیرات پاکستان کی متعلقہ دفعات کو آئین کے منافی قرار دیا ہے۔ اس سے پہلے وفاقی شرعی عدالت نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ اسلامی قانون ایک غیر مسلم کو اسلامی شعائر اختیار کرنے کی اجازت ہرگز نہیں دیتا۔

اخبار نے کہا ہے کہ اس سلسلہ میں سب سے زیادہ حیرت انگیز بات یہ ہے کہ ملک کی عدالت عالیہ نے جس سے غیر جانبدار ہونے کی توقع کی جاتی ہے احمدیوں کے بارے میں وہی فیصلہ دی ہے جو وفاقی شرعی عدالت کی ہے۔

پاکستان میں احمدیوں کو بہت عرصہ قبل دائرہ اسلام سے خارج کیا جا چکا ہے اور اب سپریم کورٹ کے اس تازہ فیصلے نے ان کو اپنے عقیدہ پر عمل پیرا ہونے اور اپنے مذہبی رسومات انجام دینے کا حق بھی چھین لیا ہے۔ اخبار نے کہا ہے کہ عدالت عالیہ نے ایک مذہبی اقلیت کے عقائد میں حکومت کی مداخلت کو جائز قرار دیا ہے۔

اخبار نے لکھا ہے کہ ۱۹۷۴ء میں آئین میں ترمیم کرکے پاکستان کو مذہبی ریاست بنانے کا جو عمل شروع ہوا تھا اسے مرحوم ضیاء الحق کی حکومت نے نقطہ عروج پر پہنچا دیا۔ اس طرح بانی پاکستان محمد علی جناح نے ملک کو ایک غیر مذہبی اور جمہوری ریاست کا جو خواب دیکھا تھا ضیاء الحق کی آمرانہ حکومت نے اسے ہمیشہ کیلئے چکنا چور کر دیا۔

اخبار رقمطراز ہے کہ آرڈیننس نہ صرف بنیادی حقوق اور آئین کی خلاف ورزی ہے بلکہ اس بات کی وارننگ بھی ہے کہ اگر آرڈیننس کی منطق و سپریم کورٹ کے فیصلے کی پیروی کی گئی تو جلد ہی دوسرے مذہبی فرقوں جیسے شیعہ حضرات کو بھی اسلام کے دائرے سے خارج کر دیا جائے گا اور نتیجۃً ملک داخلی خانہ جنگی کا شکار ہو جائے گا۔

(آزاد ہند کلکتہ ۱۷ ۸/۹۳)

بقیہ صفحہ ۱: ۔ جماعت سے کافی رابطہ رکھ کر (ایک قسم کی جاسوسی کر کے) آئے ہیں اور حسب اعتراف وہیں ان کی شادی بھی کروائی جانی تھی (لیکن اچھا ہوا کہ یہ مرحلہ طے نہیں پایا) اور آج اسی کی وجہ سے وہ ہر میدان میں جماعت کے خلاف کسی نہ کسی رنگ میں اپنے بغض و کینہ کا اظہار کرتے رہتے ہیں خیر ان کے ساتھ دوران گفتگو انہیں یہ باور کروا دیا گیا کہ آپ جیسے لوگ دنیا کے کسی کونے میں جا کر جماعت کے خلاف لکھو گے وہاں پر اللہ کے فضل سے جماعت کے احمدی افراد بھی پاؤ گے جو جماعت کی تبلیغی کوششوں میں مصروف ہونگے۔ انشاء اللہ۔

بہرحال یہ چند تبلیغی واقعات تھے جو بیان کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کوششوں میں برکت ڈالے اور ہر احمدی کو تبلیغ کی ذمہ داریوں کو احسن رنگ میں ادا کرنے کی توفیق عطا کرے اور مخالفین کو عقل و سمجھ دے اور سب کی ہدایت کے موجب بنیں۔ آمین

پہلا انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کی شرکت اور کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی

۱۶ر مئی ۱۹۹۳ء کو سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل فرانکفرٹ کے زیر اہتمام ناصر باغ گروس گیراؤ میں منعقد ہونے والا پہلا بین الاقوامی طاہر کبڈی ٹورنامنٹ اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ ناروے، کینیڈا، امریکہ، انگلستان، بلجیم، ہالینڈ، فرانس سوئٹزرلینڈ، پاکستان، ہندوستان اور جرمنی سے تعلق رکھنے والے ایک سو پچاس سے زائد کھلاڑیوں اور آفیشلز نے اس ٹورنامنٹ میں شرکت کی۔ دس ہزار سے زائد تماشائیوں نے تمام دن گراؤنڈ میں موجود رہ کر یہ دلچسپ مقابلے دیکھے۔ فائنل میچ ساری دنیا میں سیٹلائٹ کے ذریعے براہ راست دکھایا گیا۔

اس ٹورنامنٹ کا افتتاح حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۶ر مئی کو صبح دس بجے فرمایا۔ اس سے قبل مورخہ ۱۵ر مئی کو ٹورنامنٹ کے کوالیفائنگ راؤنڈ کا آغاز ہو چکا تھا۔ افتتاحی تقریب صبح ٹھیک دس بجے شروع ہوئی۔ حضور کے گراؤنڈ میں رونق افروز ہونے کے بعد حافظ فرید احمد صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی جس کے بعد صدر ٹورنامنٹ کمیٹی مکرم محمد منور عابد صاحب (صدر مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی) نے طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کی تاریخ بیان کی اور بتایا کہ اس شاندار ٹورنامنٹ کا اجراء حضور کی اجازت سے اب جرمنی میں کیا جا رہا ہے اور حضور ایدہ اللہ کی ہدایت کے مطابق یہ پہلا بین الاقوامی ٹورنامنٹ ہے جو مجلس خدام الاحمدیہ اور سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کے زیر اہتمام جرمنی میں منعقد کیا جا رہا ہے۔ آپ نے ٹورنامنٹ کے کامیابی سے انعقاد کے واسطے حضور کی خدمت میں دعا کی درخواست کی۔ ازاں بعد سپورٹس کلب احمدیہ کے صدر برادر طارق حبیب گڈرٹ نے سپورٹس کلب کی جانب سے تمام ٹیموں کے اراکین، آفیشلز اور مہمانوں کو خوش آمدید کہا۔ جس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اب دعا کے ساتھ اس ٹورنامنٹ کا افتتاح ہوگا آئیں سب دعا کر لیں۔

افتتاحی تقریب کے دوران تمام شرکت کرنے والی ٹیمیں نظم و ضبط کے ساتھ قطاروں میں سٹیج کے سامنے کھڑی رہیں۔ گراؤنڈ کے اردگرد بینرز لگائے گئے تھے جن پر تحریر تھا "خوش آمدید" اھلاً و سھلاً و مرحبا۔ پہلا انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی۔ جرمن انگریزی اور اردو زبانوں میں مہمانوں کو خوش آمدید کہا گیا تھا۔ اس موقع پر سٹیج کے بالکل سامنے گراؤنڈ کے باہر شرکت کرنے والے دس ممالک کے جھنڈے لہرا رہے تھے جو رنگارنگ تقریب کا سماں پیدا کر رہے تھے۔ گراؤنڈ کے اندر معاونین شعبہ سپورٹس و اراکین ٹورنامنٹ کمیٹی سپورٹس کی وردیوں میں مستعدی کے ساتھ اپنی ڈیوٹیوں پر حاضر تھے۔

اس سادہ لیکن نہایت پُروقار افتتاحی تقریب کے موقع پر چار سے پانچ ہزار تماشائی حضرات اور مہمان گراؤنڈ میں موجود تھے۔

دعا کے بعد حضور ایدہ اللہ گراؤنڈ کے اندر تشریف لے گئے جہاں ہر ٹیم سے علیحدہ علیحدہ تعارف کے دوران حضور نے ازراہ شفقت تمام کھلاڑیوں، آفیشلز اور امپائرز کو مصافحہ کا شرف بخشا اور گروپ فوٹو میں شمولیت فرمائی۔ اس سے قبل گراؤنڈ میں داخل ہوتے ہوئے حضور نے سپورٹس کلب احمدیہ کے مخصوص سبز، سفید اور سیاہ رنگوں والا فیتہ کاٹا۔ ٹورنامنٹ کا افتتاحی میچ انگلستان اور کینیڈا کی ٹیموں کے مابین کھیلا گیا جس میں کینیڈا کی ٹیم نے کامیابی حاصل کی۔ جرمنی اے اور جرمنی بی کا میچ کھیل کے اعتبار سے ٹورنامنٹ کا سب سے دلچسپ مقابلہ تھا جس میں ایک نہایت جاندار اور سخت مقابلے کے بعد جرمنی بی کو کامیابی حاصل ہوئی۔

سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کے اراکین اور شعبہ سپورٹس کے معاونین نے خود ایک سکور بورڈ تیار کر کے گراؤنڈ کی جنوبی نکر میں نصب کر رکھا تھا جس کے ذریعے پوائنٹس سے متعلق معلومات مہیا کی جا رہی تھیں۔ اس کے علاوہ گراؤنڈ میں براہ راست کمنٹری کا بھی انتظام تھا جو لاؤڈ اسپیکر پر پنجابی، اردو اور جرمن زبانوں میں وقفے وقفے سے کی جاتی رہی۔ ہر ٹیم کے واسطے ریفرشمنٹ کا خصوصی انتظام کیا گیا۔

کھانے کے وقفہ تک پُول میچز جاری رہے۔ نماز اور کھانے کے بعد جرمنی سی اور پنجاب خالصہ الیون نے ایک بہت ہی دلچسپ کھیل سے تماشائیوں کو محظوظ کیا۔ پہلے سیمی فائنل مقابلے میں جس کے مہمان خصوصی محترم آفتاب احمد خاں صاحب امیر انگلستان تھے جرمنی اے نے کینیڈا کو ۱۱ - ۲۳ سے ہرا دیا جبکہ دوسرے سیمی فائنل میں جرمنی بی نے کمبائنڈ یورپین الیون کے خلاف ۹ - ۲۴ سے کامیابی حاصل کی۔ اس میچ کے مہمان خصوصی محترم عطاء اللہ کلیم صاحب مشنری انچارج جرمنی اور مکرم منصور احمد صاحب چودھری صدر مجلس خدام الاحمدیہ ہالینڈ تھے۔

فائنل میچ چھ بجے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے گراؤنڈ میں تشریف لانے پر شروع ہوا۔ حضور ایدہ اللہ کو براہ راست گراؤنڈ میں کھلاڑیوں سے تعارف کے واسطے تشریف لاتا دیکھ کر تماشائیوں نے پرزور نعرے لگائے اور کھلاڑیوں نے بھی زوردار نعروں سے پیارے آقا کا استقبال کیا۔ تعارف کے بعد گروپ فوٹو ہوا اور مقابلے کا باقاعدہ آغاز ہوا۔ یہ فائنل میچ سٹلائیٹ کے ذریعہ تمام دنیا میں دکھایا گیا۔ جرمنی اے نے ایک سخت مقابلے کے بعد ۳۴ - ۴۶ سے یہ فائنل مقابلہ جیت کر پہلے انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کی چیمپئن ٹیم ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔

فائنل میچ کے دوران لاؤڈ اسپیکر پر جرمن اور اردو زبان میں رواں تبصرے کا انتظام تھا۔ فائنل میچ کے بعد ٹورنامنٹ کی اختتامی تقریب کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم فلاح الدین خاں صاحب نے کی جس کے بعد محمد منور عابد صاحب نے ٹورنامنٹ کی مختصر رپورٹ پیش کی۔ ازاں بعد حضور انور نے ٹیموں کے کھلاڑیوں اور آفیشلز کو اپنے دست مبارک سے انعامات عطا فرمائے۔ اوّل آنے والی ٹیم جرمنی اے کو ایک خوبصورت ٹرافی کے علاوہ ایک ہزار مارک کا نقد انعام بھی ملا اسی طرح سے دوسری پوزیشن حاصل کرنے والی ٹیم کو پانچ سو مارک کا نقد انعام ٹورنامنٹ کمیٹی کی جانب سے پیش کیا گیا۔ اس موقع پر دونوں ٹیموں کے کپتانوں نے یہ نقد انعامات بوسنین فنڈ کے واسطے حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کر دیئے جس پر حضور نے اظہار خوشنودی فرمایا۔ تمام ٹیموں کے کپتانوں کو خصوصی انعام دیئے گئے۔ ٹورنامنٹ کمیٹی کی جانب سے اس کبڈی ٹورنامنٹ کی ایک یادگاری شیلڈ جن مہمانان کی خدمت میں پیش کی گئی۔ اور انہیں حضور نے عطا فرمائی ان میں امیر صاحب یو۔کے (انگلستان) امیر صاحب جرمنی، صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ انگلستان صدر مجلس خدام الاحمدیہ ناروے اور صدران مجالس خدام الاحمدیہ ہالینڈ و بلجیم شامل تھے۔

آخر میں سیکرٹری ٹورنامنٹ نے امیر صاحب جرمنی کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ برکت اور دعاؤں کی خاطر ایک حقیر سا سوونیر

جو اس کبڈی ٹورنامنٹ کی ایک یادگار پلیٹ ہے اور سپورٹس کلب احمدیہ انٹرنیشنل کی جانب سے تیار کی گئی ہے پیارے آقا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی خدمت میں پیش کریں۔ چنانچہ محترم امیر صاحب نے حضور انور کی خدمت میں یہ پلیٹ پیش کی تو تمام سٹیڈیم نعرہ تکبیر اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع زندہ باد، پیارے آقا زندہ باد کے نعروں سے گونج اُٹھا۔

اس ٹورنامنٹ کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ اس روز پانچ ہزار سے زائد بوسنین مہاجرین حضور سے ملاقات کے واسطے ناصر باغ آئے ہوئے تھے اور ان میں سے کثیر تعداد نے یہ مقابلے بھی دیکھے۔ چنانچہ دفعہ وقفہ سے اپنی بسوں میں سوار ہو کر جب یہ لوگ واپس روانہ ہوتے تو تمام احباب نعروں کی گونج میں انہیں رخصت کرتے۔ فائنل میچ کے دوران بھی اور تقسیم انعامات کی تقریب کے دوران بھی ہمارے یہ مسلمان بوسنین بھائی جب ناصر باغ سے روانہ ہونے لگے تو پیارے آقا حضور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے بلند آواز میں نعروں کی گونج میں ہاتھ ہلا ہلا کر بڑی ہی شفقت اور محبت کے جذبات کے ساتھ انہیں رخصت فرمایا۔ دعاؤں بھرے الفاظ میں ان سب کو باری باری الوداع کہا۔ حضور نے اس موقعہ پر اہل بوسنیا کے لئے یہ نعرے لگوائے۔ بوسنیا زندہ باد۔ بوسنیائی عظمت کردار زندہ باد۔ تقسیم انعامات کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے اختتامی خطاب فرمایا جس میں حضور نے فرمایا کہ کھیل کے میدان میں احمدی کھلاڑیوں کے دو مقابلے ہوتے ہیں، جبکہ دوسروں کا صرف ایک مقابلہ ہوتا ہے احمدی کھلاڑیوں کا جسمانی مہارت کے علاوہ اخلاقی امتحان بھی ہوتا ہے۔ احمدی کھلاڑی ہارتے وقت بھی اور جیتتے وقت بھی اپنے ردّ عمل کو قرآن کریم کے تابع کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ صاحب ایمان ہارے یا کامیاب۔ ہو دونوں صورتوں میں عاجزی کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑتا۔ حضور نے خطاب جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ کھیل میں اصل مقابلہ نفس کے ساتھ ہوتا ہے اور احمدی کھلاڑی کی یہی شان ہے کہ وہ نفس کے جذبات سے مغلوب نہیں ہوتا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ مجھے خوشی ہے کہ اللہ کے فضل و کرم سے جرمنی کی جماعت کے احمدی کھلاڑیوں نے کبڈی کے اس فائنل میچ میں کسی بے ہودگی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان روحانی اقدار کو بلند رکھے اور زندہ رکھے۔ جہاں روحانی میدان میں آپ کامیابیاں حاصل کریں وہاں جسمانی میدان میں بھی کامیابیاں آپ کے ساتھ ہوں اور دینی قدروں کا جھنڈا بھی آپ تھامے رکھیں۔

حضور انور نے ٹورنامنٹ کے انعقاد سے متعلق فرمایا کہ میں جرمنی کی جماعت کا ممنون ہوں کہ انہوں نے بڑی لگن اور محنت سے انتظام کیا اور بڑی عمدگی سے سارے کام انجام پائے۔

آخر میں حضور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور نے ٹورنامنٹ کے اختتام کا اعلان فرمایا) اس دوران ہی ٹورنامنٹ انتظامیہ کی طرف سے حضور کی خدمت میں درخواست کی گئی کہ ایک ضروری انعام دیا جانا رہ گیا ہے اور وہ اس ٹورنامنٹ کا سب سے دلچسپ یادگاری کبڈی میچ تھا جو ممبران قافلہ حضور اور مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی کے مابین کھیلا گیا تھا۔ یہ مقابلہ ٹورنامنٹ سے کوالیفائنگ راؤنڈ میچز والے دن دو گھنٹے کے دوران حضور انور ایدہ اللہ کی موجودگی میں کھیلا گیا تھا۔ شائقین کی اس میچ میں دلچسپی اور جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ گراؤنڈ کے ارد گرد کہیں بھی تل دھرنے کو جگہ باقی نہ تھی اور چالیس منٹ کے اس میچ میں مسلسل نعروں اور داد و تحسین کے شور میں کان پڑی آواز سنائی نہ دیتی تھی حضور نے ازراہ شفقت ان دونوں ٹیموں کو بھی انعام دینا منظور فرمالیا اور فرمایا کہ ایک انعام رہ گیا ہے میرے قافلے کے ممبران اور مجلس عاملہ جرمنی کے درمیان کبڈی کا میچ ہوا تھا۔ اس میچ کے ہیرو جرمنی کی جماعت احمدیہ کے امیر مکرم عبداللہ واگس ہاؤزر رہے۔ انہوں نے ہر پوائنٹ جیتا۔ یہ ان کی پہلی کبڈی تھی اب انہوں نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ کبڈی کھیلا کریں گے۔ حضور نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ اُن کو صحت و عافیت سے رکھے۔ مزید فرمایا کہ یہ میچ سب سے زیادہ دلچسپ تھا۔

اس موقع پر حضور ایدہ اللہ نے امیر صاحب جماعت احمدیہ جرمنی زندہ باد کا نعرہ لگوایا اور انعامات تقسیم فرمائے۔ قافلہ حضور ٹیم کی طرف سے میجر محمود صاحب، نصیر قمر صاحب، مومن اور نبیل صاحب نے جبکہ جماعت جرمنی کی طرف سے عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب محمد عاقل خان، مبشر باجوہ صاحب نے نمایاں کھیل دکھایا۔

آخر پر اوّل اور دوم آنے والی ٹیموں نے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ہمراہ گروپ فوٹوز بنوائے اسی طرح سے قافلہ حضور انور اور مجلس عاملہ جماعت احمدیہ جرمنی نے بھی حضور کے ہمراہ گروپ تصاویر بنوائیں۔ نعروں کی گونج میں یہ تقریب اختتام کو پہنچی۔ حضور نے آخر میں تمام عالمگیر جماعت احمدیہ کو سلام کہا اور دعا کی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر ہمیشہ اپنے اجتماعات میں آپ کے ساتھ شامل ہوتی رہے۔

اس طرح سے پہلا انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی کامیابی کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔ الحمد اللہ علیٰ ذالک

اس ٹورنامنٹ کو اللہ کے فضل سے یہ اعزاز حاصل ہوا کہ کبڈی کے کھیل کی تاریخ میں دنیا کا یہ پہلا ٹورنامنٹ تھا جس کا فائنل مقابلہ مواصلاتی رابطے کے ذریعے تمام دنیا میں دکھایا گیا یعنی براہ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ دس ممالک سے آئے ہوئے کھلاڑیوں اور آفیشلز نے شمولیت اختیار کی۔ چار زبانوں میں لائیو کمنٹری نشر کی گئی یعنی اُردو۔ پنجابی۔ انگریزی اور عربی میں۔ گراؤنڈ میں فائنل میچ کے دوران جرمن تماشائیوں اور شائقین کے واسطے جرمن زبان میں لاؤڈ اسپیکر پر کمنٹری کی گئی۔ اُردو اور بوسنین زبان میں بھی کمنٹری کی گئی شام کے وقت ٹورنامنٹ کمیٹی کی جانب سے ٹورنامنٹ میں شمولیت کرنے والے تمام ٹیموں کے کھلاڑیوں، آفیشلز، ایمپائرز، صدران مجالس خدام الاحمدیہ یورپ، جرمن صحافیوں اخبارات کے نمائندوں اور دیگر معزز مہمانوں کے اعزاز میں ایک عشائیہ دیا گیا۔ اس موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ نے بھی ازراہ شفقت شرکت فرمائی۔ جرمن پارلیمنٹ کے ایک ممبر مع اہلیہ شامل ہوئے۔ کھانے کے اختتام پر دعا سے قبل حضور ایدہ اللہ نے ممبر پارلیمنٹ اور حسب حال برادران کو ٹورنامنٹ کمیٹی کی جانب سے پیش کردہ یادگاری پلیٹیں عطا فرمائیں۔

سرپرست امیر عبداللہ واگس ہاؤزر صاحب کے علاوہ ٹورنامنٹ کمیٹی کے اراکین میں برادر طارق گرڈٹ، محمد منور عابد صاحب، مبارک احمد عارف اور خاکسار قمر احمد عطا شامل تھے۔ جبکہ مرزا نصیر احمد، محمد اجمل۔ امجد ملک۔ محمود احمد ناصر۔ ملک رحیم بخش۔ محمد سرفراز محمد یونس۔ احسان ذرک، شمس قدوس، لقمان احمد۔ مدثر احمد، سردار محمود، سلیم احمد۔ نعیم احمد۔ حمید احمد۔ ناصر احمد۔ خالد حسین خادم۔ مظفر احمد۔ ممتاز کاہلوں معاونین میں شامل تھے جنہوں نے بہت ہی محنت اور قربانی کے ساتھ تعاون کیا فجزاھم اللہ تعالےٰ احسن الجزا۔

امپائرز میں شاہ نواز صاحب۔ چوہدری منور خالد صاحب برہان احمد۔ اعزاز رسول۔ منیر کاہلوں شامل تھے۔ متعدد دوستوں نے ٹورنامنٹ سپونسر کرنے میں تعاون کیا فجزاھم اللہ تعالےٰ

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالےٰ اس ٹورنامنٹ کے بہتر نتائج پیدا فرمائے اور ہمیں آئندہ ایسے مقابلے بہتر سے بہتر طور پر آرگنائز کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

قمر احمد عطاء
(سیکریٹری ٹورنامنٹ پہلا بین الاقوامی طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی)

احمدی مسلمانوں کے خلاف عالیہ فیصلہ کا جائزہ ۔ بقیہ صفحہ ۲

اور ان کی وساطت سے تمام اہل پاکستان کو آگاہ کرتی۔ اس طرح فاضل ججوں نے ہر قسم کے عدل کے تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے اور سراسر ناانصافی برتتے ہوئے جو اقدامات کئے ان کا خلاصہ یہ ہے کہ

الف: خالصتہً دستوری نکتہ پر انصاف کی فریاد طلب کرنے پر بلا جواز اور ناحق مذہبی بحث میں الجھے جو سراسر لاتعلق تھی۔

ب ۔ مذہبی اختلاف میں ایک پارٹی ہونے کے باوجود فریق ثانی کے خلاف جج بن بیٹھے۔

ج ۔ مذہبی بحث کو فیصلہ میں یکطرفہ طور پر بلا جواز اس طرح داخل کیا کہ فریق ثانی کے وکیل سابق جسٹس جناب فخرالدین جی ابراہیم اور ان کے مددگار وکلاء کو ان نکات پر بحث کرنے اور جوابی دلائل پیش کرنے کا موقع ہی نہیں دیا۔ عدلیہ کی تاریخ میں ناانصافی کی یہ ایک بدترین مثال ہے جس نے پاکستانی عدلیہ کے چہرے پر کلنک کا ٹیکہ لگایا ہے۔

احمدی عقائد پر بحث کرتے ہوئے عدالت نے اپنے فیصلے میں لکھا:۔

” قادیانی اسلامی اصطلاحات استعمال کرکے مسلمانوں کو دھوکہ دیتے ہیں اور اگر قادیانی مسلمانوں کو دھوکہ نہ دینا چاہتے ہوتے تو اپنی علیحدہ اصطلاحات بنا لیتے۔ قادیانیوں کے اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کے مذہب کی اپنی کوئی بنیاد نہیں اور نہ ہی یہ اپنی بنیاد پر پھل پھول سکتا ہے۔

جسٹس عبدالقدیر نے یہ فقرہ لکھ کر کہ ” ان کے اپنے مذہب کی کوئی بنیاد نہیں“ اپنے سارے فیصلے پر پانی پھیر دیا ہے۔ احمدی تو ہمیشہ سے کہتے چلے آئے ہیں کہ ان کا کوئی الگ مذہب نہیں اور نہ ہی کوئی الگ بنیاد ہے۔ وہ صرف اور صرف اسلام کو اپنا مذہب اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی مانتے ہیں اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ کتاب مانتے ہیں۔ قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز پڑھتے ہیں اور مسلمانوں کے ہاتھ کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔ پس جب احمدیوں کا کوئی الگ مذہب نہیں تو انہیں کسی الگ بنیاد کے بنانے یا غیر اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔

جسٹس قدیر نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

” اسلامی ریاست کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ غیر مسلموں کو شعائر اسلام کی آڑ میں اپنے مذہب کی تبلیغ کرنے سے روکنے کے لئے قانون سازی کرے“ ان کی اس رائے سے ظاہر ہو جاتا ہے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔ وہ جماعت احمدیہ کے خلاف بنائے گئے قوانین کو جائز قرار دینے کی کوشش میں اپنی بددیانتی پر پردہ ڈال رہے ہیں احمدیت کوئی مذہب نہیں ہے نہ ہی احمدیوں نے کبھی خود کو ”غیر مسلم“ سمجھا ہے۔ انسان کا مذہب وہی ہوتا ہے جسے وہ خود اپنے لئے اختیار کرتا ہے۔ اگر یہ اختیار عدالتوں یا اسمبلیوں کو دے دیا جائے اور یہ تصور کر لیا جائے کہ گویا وہی انسان کے دین و مذہب کا فیصلہ کرنے والے ”الٰہ“ ہیں تو قرآن کریم پھر ہمیں اس بدانجام کی خبر دے رہا ہے کہ لَوۡ کَانَ فِیۡہِمَاۤ اٰلِـہَۃٌ اِلَّا اللّٰہُ لَفَسَدَتَا ” ۲۱:۲۳“

یعنی ایسی صورت میں جب دنیا میں اللہ کے سوا الٰہ ہوں تو دنیا میں فساد برپا ہو جائیگا۔

جو لوگ پاکستان کی قومی اسمبلی کے فیصلے کی بنا پر احمدیوں کو غیر مسلم بن جانے کا مشورہ دے رہے ہیں کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ اگر کل ہندوستان کی لوک سبھا یہ فیصلہ کر دے کہ ہندوستان کے بسنے والے مسلمان عقائد کے اعتبار سے مسلمان کہلانے کے حقدار نہیں ہیں تو کیا ہندوستان کے مسلمان اس فیصلہ کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں گے اور کیا ہندوستان کی عدلیہ ان کے متعلق جسٹس قدیر کی دلیل استعمال نہیں کر سکتی کہ ان کے مذہب کی اب کوئی بنیاد نہیں رہی

حدیث شریف میں آیا ہے کہ اسلام کی شناخت اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب سے ہے۔ ظاہر ہے کہ تصدیق بالقلب کا علم تو صرف خدا تعالیٰ کی ذات کو ہے لہٰذا انسانی فیصلے اقرار باللسان سے ہی ہو سکتے ہیں۔

عدالت نے اپنے فیصلے میں یہ بھی لکھا ہے کہ:

” امن و امان بحال رکھنے اور شہریوں کی جان و مال کے تحفظ کے لئے پنجاب حکومت کا (جماعت احمدیہ کا جشن صد سالہ پر) پابندی لگانے کا فیصلہ درست تھا۔

سوال یہ ہے کہ عدالت کا فیصلہ عدل و انصاف پر مبنی ہوتا ہے یا دیگر مصالح کو مدنظر رکھ کر کیا جاتا ہے؟ دنیا بھر میں جہاں بھی عدلیہ آزاد ہے وہ اپنے فیصلے انصاف اور حقائق کو مدنظر رکھ کر بلا خوف لومۃ لائم دیتی ہے۔ امن و امان قائم کرنے کا مسئلہ وزارت داخلہ کا ہے نہ کہ عدالتوں کا ایک سوال یہ بھی پیدا ہوتا ہے کہ اگر احمدیوں کے مذہبی ارکان پر عمل کرنے سے عدالت کے نزدیک امن و امان کا مسئلہ کھڑا ہو جاتا ہے تو کیا عدالت اس بات سے بے خبر ہے کہ ملک میں ہر سال محرم کے دوران فساد کے نتیجہ میں خون خرابہ ہوتا ہے اور کئی جانیں تلف ہوتی ہیں۔ کیا عدالت اسی اصول کے پیش نظر جو انہوں نے احمدیوں کے بارے میں اختیار کیا ہے شیعوں کو بھی اپنی مذہبی رسومات سے روک دے گی۔

حقیقت یہ ہے کہ پاکستان میں آجکل ہر ادارہ ہی افراتفری کا شکار ہے۔ عدالتیں بھی اس سے مبرا نہیں۔

جب اس کیس کی سماعت ہو رہی تھی تو جج صاحبان نے اپنے ریمارکس میں بار بار احمدیوں کے موقف کی حمایت کی تھی اور اخبارات نے ان ریمارکس کو جلی حروف میں شائع بھی کیا تھا جس پر پاکستان کے علمائے سوء نے ان جج صاحبان کو دھمکیاں بھی دی تھیں اور ان دھمکیوں پر مشتمل اشتہارات بھی شائع کئے تھے۔ اب معلوم نہیں کہ مولویوں کے دباؤ نے سپریم کورٹ کو اپنا فیصلہ بدلنے پر مجبور کیا یا کوئی اور چیز تھی جو انصاف کی راہ میں حائل ہوگئی اللہ بہتر جانتا ہے۔ وگرنہ جو ریمارکس انہوں نے برملا دیئے تھے ان کی کچھ عکاسی تو ان کے فیصلے میں ہوتی۔ آخر وہ کون سے عوامل تھے جنہوں نے فیصلہ لکھواتے وقت ان ریمارکس کو کلیتہً حذف کرا دیا۔ ہم جج صاحبان کے اس راز سے پردہ اٹھنے کے منتظر ہیں۔

ہم یہاں سپریم کورٹ کے سینئر جج جناب جسٹس شفیع الرحمان صاحب کی دلیری کی بھی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ جنہوں نے زبردست دباؤ کے باوجود حق و انصاف کو قائم رکھتے ہوئے اپنا اختلافی فیصلہ لکھا۔ اور یہ تسلیم کیا کہ احمدیوں کے بنیادی حقوق پر ڈاکہ ڈالا جا رہا ہے اور یہ بات آئین پاکستان سے متصادم ہے

حال ہی میں ایک اخباری بیان کے مطابق یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ اس اختلافی نوٹ کی وجہ سے علامہ شاہ احمد نورانی نے جسٹس شفیع الرحمٰن کو احمدی قرار دیتے ہوئے ان پر غداری کے الزام میں مقدمہ چلانے کا مطالبہ کر دیا ہے۔ مولوی شاہ احمد نورانی کے اس بیان کے بعد کیا پاکستان میں حق و انصاف پر مبنی عدلیہ کی بقاء کی کوئی صورت باقی رہ جاتی ہے۔ اور کیا ہمارا وہ خدشہ جس کا ہم نے ذکر کیا ہے اور جو اس مقدمہ میں مسلمہ عدل و انصاف کی راہ میں حائل ہوا ہے سو فیصد درست قرار نہیں پاتا؟

بقیہ صفحہ ۲ اداریہ

اور خاص ذمہ داری کے احساس کے ساتھ نومبائعین کی تربیت کے فریضہ کو سرانجام دیا جائے۔ اس مبارک کام کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل حسین طریق بیان فرمائے۔ حضور نے فرمایا۔

ہ ۔ نومبائعین کی تربیت کے لئے ضروری ہے کہ ہم ان کو اپنے سینوں سے لگائیں ان سے پیار و محبت کا سلوک کریں۔

ہ ۔ دوسرے ان کو تبلیغ پر مامور کریں۔ ان میں تبلیغ اسلام کا شوق پیدا کریں۔ اس طرح جہاں وہ خود اپنی تربیت کی طرف متوجہ ہوں گے غیروں کی طرف سے اسلام پر کئے جانے والے ان اعتراضات کے لئے جن کے جواب وہ از خود نہ دے سکتے ہوں۔ وہ آپ کی طرف رجوع کریں گے۔ اور پھر وہ بھی تبلیغ و تربیت کے میدان میں اپنے پہلے بھائیوں کے شانہ بشانہ چلیں گے ایسی صورت میں وہ اس درخت کی طرح نہ ہوں گے جس کے سوکھ جانے کی ہر وقت فکر لگی رہتی ہے بلکہ وہ خود ثمر آور درخت بن جائیں گے۔

ہ ۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دنیا بھر کی ذیلی تنظیموں کو مخاطب کرکے فرمایا کہ وہ اس کام کو سنبھالیں اپنے اپنے امراء کو پیشکش کریں کہ وہ انہیں نومبائعین کی تربیت کی خدمت سپرد کریں۔ اپنے اجتماعات میں خاص طور پر نومبائعین کو شامل کریں۔

پس ہم سب کا فرض بن جاتا ہے کہ وقت کی اس ضرورت کو سمجھیں اور امام وقت کی آواز پر دل و جان سے لبیک کہتے ہوئے اس اہم فریضہ کے لئے اپنے آپ کو پیش کریں۔ وباللہ التوفیق۔

(منیر احمد خادم)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ

...الیس روپے تھے۔ اور وصولی چار کروڑ ستاسی لاکھ اکیس ہزار چار سو چھبیس روپے ہوئی حضور نے فرمایا جن ممالک میں ابھی حال ہی میں جماعتیں قائم ہوئی ہیں انکے متعلق چندہ جات کی وصولی کی پالیسی یہ ہے کہ ان کے مربی حضرات زیادہ شرح پر زور نہ دیں بلکہ حسب توفیق جتنا وہ دیں اُن سے وصول کریں آہستہ آہستہ پہلے انکو چندوں کی عادت ڈالیں۔ اس طرح لازماً ساری دنیا کی جماعتوں کا لازمی چندہ کا بجٹ بن جائیگا اور جہاں تک تحریک جدید کا تعلق ہے اس کے متعلق انہیں سنانا شروع کردیں آج یہ نئی ہدایت بھی دے رہا ہوں اُسے دنیا بھر کی جماعتیں سمجھ لیں کہ جماعت نے تحریک جدید کے لئے جو کم سے کم معیار مقرر کیا ہے اگر ایک نومبائع اس معیار پر چندہ نہیں دے سکتا تو ایک سے زیادہ اشخاص یا ایک پوری فیملی مل کر اس کم سے کم معیار میں شامل ہو جائیں اس طرح نومبائعین بھی چندہ تحریک جدید میں شامل ہو جائیں گے۔

حضور انور نے دنیا بھر میں چندہ تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ امسال جماعت احمدیہ پاکستان چندہ تحریک جدید کی ادائیگی کے اعتبار سے اوّل رہی ہے جرمن کی جماعت دوسرے نمبر پر رہی ہے اور امریکہ چندہ تحریک جدید کے اعتبار سے دنیا بھر میں تیسرے نمبر پر ہے چوتھے نمبر پر انگلینڈ پانچویں نمبر پر کینیڈا انڈونیشیا چھٹے نمبر پر جاپان ساتویں نمبر پر ماریشس آٹھویں پوزیشن پر ہندوستان نویں نمبر پر ہے سوئٹزرلینڈ دسویں نمبر پر فی کس قربانی کے اعتبار سے سوئٹزرلینڈ دنیا بھر میں پہلے نمبر پر ہے اور یہاں فی کس چندہ تحریک جدید ۱۶۳ پونڈ ہے۔

حضور انور نے براعظم افریقہ کی احمدیہ جماعتوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقن ممالک اگرچہ اپنی غربت کی وجہ سے اس فہرست میں شامل نہیں جو میں نے ابھی آپ کو سنائی ہے لیکن اس میں قطعاً افریقن ممالک کا قصور نہیں لیکن جو جذبہ قربانی و ایثار افریقین ممالک میں پایا جاتا ہے وہ قابل تعریف ہے حضور نے فرمایا افریقہ کے وہ ممالک جو مسلسل مالی قربانیوں کے معیار کو بڑھا رہے ہیں وہ مالی قربانیوں میں اضافے کے اعتبار سے دنیا بھر میں آگے ہیں۔ اس اعتبار سے زیمبیا کو یہ توفیق ملی ہے کہ مالی قربانیوں میں اپنے اضافے کے اعتبار سے دنیا بھر میں آگے ہے

اس کے بعد حضور انور نے خطبہ جمعہ کے ابتداء میں سورۃ بقرہ کی جن آیات کی تلاوت فرمائی تھی ان کا ترجمہ اور ایمان افروز تفسیر بیان فرمائی۔ حضور انور نے انفاق فی سبیل اللہ پر روشنی ڈالتے ہوئے جماعت احمدیہ عالمگیر کو مالی قربانیوں کے میدان میں ہمیشہ آگے قدم رکھنے کی تلقین فرمائی حضور نے فرمایا شیطان مالی قربانی کرنے والوں کے دماغوں میں فقر یعنی غربت کا وسوسہ ڈالتا ہے۔ اور انہیں خدا کی راہ میں مالی قربانی سے ڈرا کر فحشاء کی تلقین کرتا ہے۔ زندگی کے جائز و ناجائز مزے لوٹنے کی طرف اکساتا ہے لیکن اس کے مقابل پر اللہ مالی قربانی کرنے والوں سے ایک طرف تو مغفرت کا وعدہ کرتا ہے دوسرے اُن سے یہ وعدہ فرماتا ہے کہ مالی قربانیاں کرنے والے مالی اعتبار سے کبھی ضائع نہیں ہوتے بلکہ اللہ اپنے فضل سے انہیں فراخئ رزق عطا فرماتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی راہ میں بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کرنے اپنے جذبہ اخلاص کو بڑھانے اور اس کی رضا کی راہوں پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ❊

ہفتۂ تحریک جدید

تحریک جدید کا سال گزشتہ ۳۱ اکتوبر کو ختم ہو کر یکم نومبر ۱۹۹۳ء سے شروع ہو چکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے یہ نیا سال مبارک کرے آمین

مورخہ ۱۲ تا ۱۸ ہفتہ تحریک جدید منعقد کیا جارہا ہے لہٰذا احباب جماعت بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیں اور اپنے ذمہ سابقہ بقایاجات بھی ادا کریں اور نئے سال کے وعدہ جات بھی نمایاں اضافہ کیساتھ لکھوائیں۔ اللہ تعالیٰ آپکے اموال و نفوس میں نمایاں برکت عطا فرمائے اور خدمت دین کیلئے زیادہ سے زیادہ مالی قربانی کی توفیق عطا کرے آمین۔ (وکیل المال تحریک جدید)

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
پروپرائیٹر:۔ حنیف احمد کامران، حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
PHONE :- 04524-649

بہترین ذکر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دُعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے (ترمذی)
C.K. ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
GUARANTED PRODUCT

THIS COMFORT
THIS DURABILITY
AND SO LIGHT
NTR
Soniky
H A W A I
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34 A. DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA-15

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS : 4378/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI -110002 (INDIA)
PHONES :- 011-3263992, 011-3282643.
FAX :- 91-11-3755121, SELKA, NEW DELHI

ارشادِ نبوی ﷺ
اِحْفَظْ لِسَانَكَ
اپنی زبان کی حفاظت کر
— (منجانب) —
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

طالب اِن دُعا
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶ بینٹنک سٹریٹ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۰۱

YUBA
QUALITY FOOT WEAR

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
— (پیشکش) —
یانی پولیمرز کلکتہ ۔ ۴۶/۳ ۷۰۰۰۰
ٹیلیفون نمبرز:۔
43-4028-5137-5206